بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

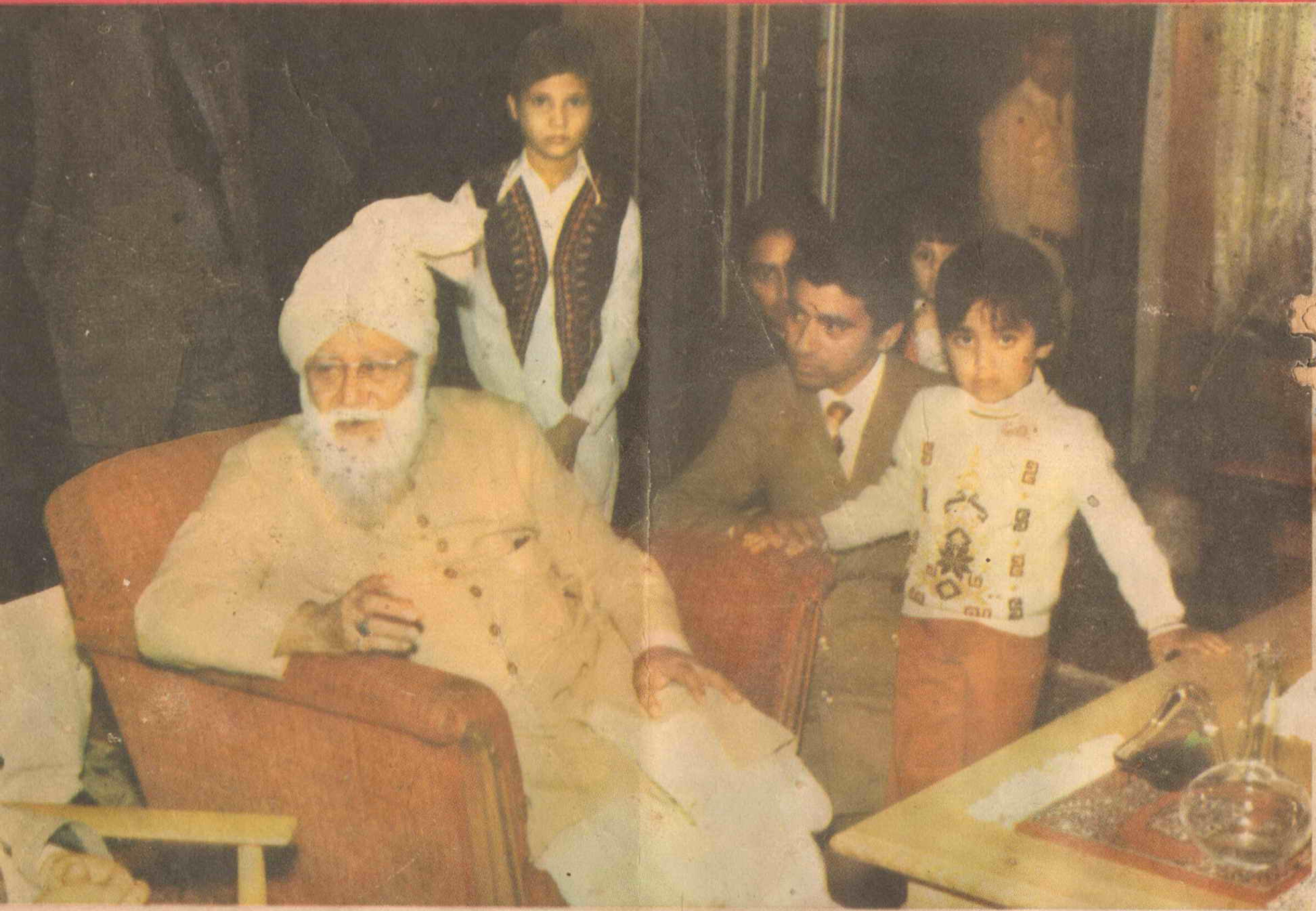

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اگست سنہ ۱۹۷۶ء کو ناروے میں۔!

امان ۱۳۵۷ ہش
مارچ ۱۹۷۸ء

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by khalafat Library Rabwah

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ، جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

امان ۱۳۵۷ ھش • مارچ سن ۱۹۷۸ء

جلد نمبر ۲۱ — شمارہ نمبر ۳

ایڈیٹر: محمد شفیق قیصر

ناشرین: نصیر احمد قمر • عبد السمیع خان • منیر احمد جاوید

فہرست

• مومنوں کی علامت (قال اللہ تعالیٰ) ۲
• حکمت کا حصول (قال الرسول ؐ) ۳
• سیرت النبی ؐ ۴
• اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو (نظم) ۷
• بزم تشحیذ ۸
• حضرت مولوی محمد حسین صاحب (انٹرویو) ۹
• عدل و انصاف (کہانی) ۱۵
• شگفتہ شگفتہ ۱۷
• ننھے ادیب ۲۲
• خبرنامہ تشحیذ ۲۹
• ڈاکٹر صاحب نے گولی دی (ڈرامہ) ۳۱
• پل پر سے کون گزرے گا (کہانی) ۳۴
• ناصرات کے صفحات ۴۱
• لطیفے ۴۲
• ذہنی ورزش (میں کون ہوں؟) ۴۷
• خوشبودار تیل (مصنوعات) ۴۸

قیمت: ایک روپیہ

چندہ سالانہ دس روپے

پبلشر: محمد شفیق قیصر ★ پرنٹر: سید عبد الحی ★ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ★ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان دار الصدر جنوبی ربوہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

مومنوں کی علامت

"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط" (الآیۃ)

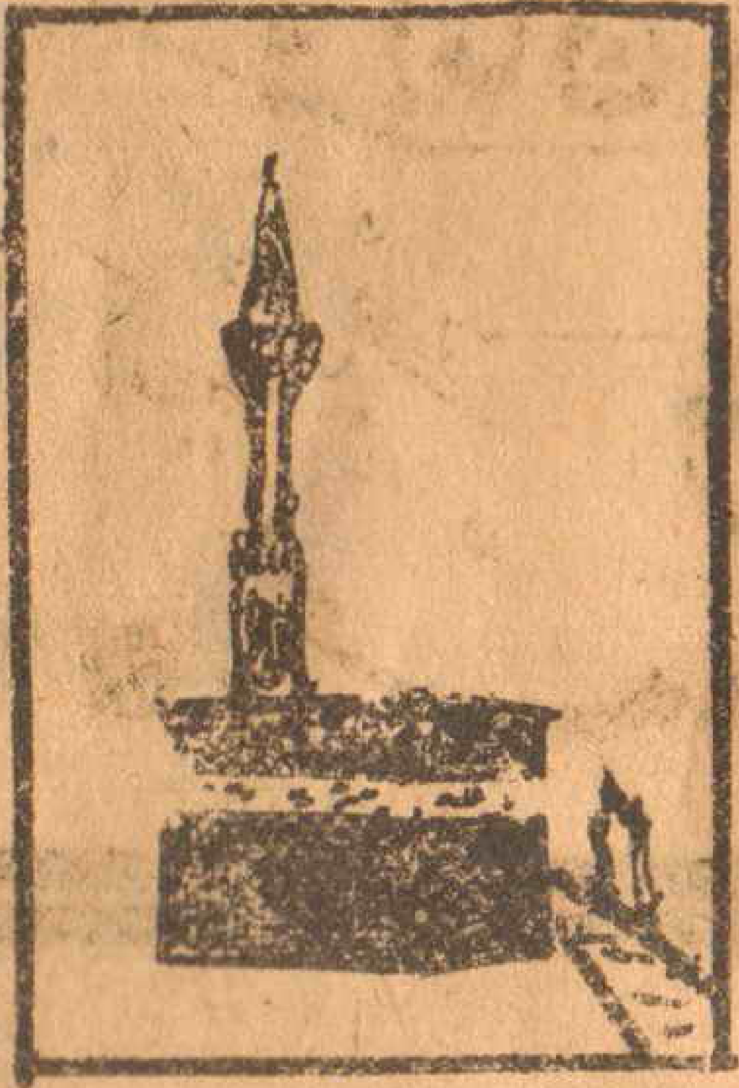

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے

تشریح: اس آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ دنیا کی تمام چیزوں، اموال و جائیداد، والدین اور اولاد، دوست احباب۔ حتیٰ کہ اپنے نفس اور اپنی جان سے بھی زیادہ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس جو اول المومنین تھے ہم سب کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے پیار اور محبت کرنے والے تھے۔ روایات میں ہے کہ آپ راتوں کو اتنی دیر تک نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پاؤں سوج جاتے تھے۔ راتوں کے سناٹے میں اٹھ کر آپ کبھی دعا و زاری میں مصروف ہوتے۔ کبھی قبرستان کی طرف نکل جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نصف شب کے سکوت میں خدا نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔

ایک دفعہ ایک غزوہ (جنگ) میں کوئی عورت گرفتار ہو کر آئی۔ اس کا بچہ گم ہو گیا تھا۔ محبت کا یہ جوش تھا کہ کوئی بچہ مل جاتا تو وہ سینے سے لگا لیتی اور اس کو دودھ پلاتی۔ آپ نے دیکھا تو حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا "کیا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے؟" لوگوں نے عرض کی "ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔" حضور نے فرمایا: "تو خدا کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت ہے جتنی اس کو اپنے بچہ سے ہے۔"

پس عزیز بچو! جب ہمارا خدا ہم سے اتنا پیار کرنے والا ہے تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم سب سے زیادہ اس سے محبت کریں۔ اس کے احکامات پر عمل کریں۔ یعنی باتوں کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے وہ بجا لائیں اور جن کے کرنے سے اس نے منع فرمایا ہے اس سے باز رہیں تا ہمارا پیارا خدا ہم سے راضی ہو جائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین!

Digitized by khalafat Library Rabwah

قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حِکمت کا حصُول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اِذَا رَأَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُھْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّۃَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلَقَّی الْحِکْمَۃَ۔" (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

ترجمہ:- جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ دنیا سے اسے زہد ـــ اور بے رغبتی ہے اور کم گوئی اسے عطا کی گئی ہے تو اس کے قریب ہو۔ کیونکہ اسے حکمت سکھائی جاتی ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "جسے حکمت عطا کی گئی پس یقیناً اسے خیر کثیر عطا کی گئی ہے" حکمت، دانائی اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی عطا ہے۔ قرآن مجید میں اس نے فرمایا ہے ـــــ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے۔

اس حدیث میں حضور نے فرمایا ہے کہ حکمت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور اس کی نظر ہمیشہ خدا تعالیٰ پر رہے اور فضول باتوں اور لغو کلام سے گریز کرے اور بدگوئی اور فحش کلامی سے بچے وہ جو بات کہے وہ سچی اور حقیقت پر مبنی ہو ـــ کم گوئی کا یہ مطلب نہیں کہ انسان باموقعہ بات کرنے سے بھی بچے۔

عربی کے ایک شاعر کا کہنا ہے کہ "جہاں خاموش رہنا ناپسندیدہ ہو ـــ وہاں تجھے خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔ اور جہاں تیری خاموشی اور تیرے چپ رہنے میں بھلائی ہو وہاں تجھے خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ ـــ "وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔"

Digitized by khalafat Library Rabwah

عرب - اسلام سے پہلے

ظہور الحسن۔ حیدر آباد (سندھ)

پیارے بچو! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے عرب کے مشہور شہر مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے دعویٰ نبوت سے پہلے عربوں کی اخلاقی، معاشی اور دینی حالت اس وجہ خراب تھی کہ اگر خدا تعالیٰ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہ مبعوث فرماتا تو وہ روئے زمین پر سب سے بُری مخلوق ہوتے لیکن یہ خدا تعالیٰ کا خاص کرم اور فضل ہے کہ اس نے عرب کی سرزمین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرما کر عربوں پر اور ساری دنیا پر احسانِ عظیم فرمایا۔

ظہورِ اسلام سے پہلے اور بعد عربوں کی اخلاقی حالت

آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے عربوں کی اخلاقی حالت اس قدر ناگفتہ بہ تھی کہ وہ معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے۔ شراب کو پانی کی طرح استعمال کرتے۔ جھوٹ بولتے، جوا کھیلتے اور اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اسے پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں دفن کر دیتے۔

ظہورِ اسلام کے بعد وہ عرب جن کی اخلاقی حالت اس قدر پست اور ذلت آمیز تھی۔ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک تعلیم کے ذریعہ سے یکسر تبدیل ہوگئی وہی لوگ جو چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے تھے۔ مسلمان ہو کر آپس میں اس قدر پیار و محبت سے رہنے لگے کہ جہاں ایک مسلمان کو کوئی دکھ ہوتا تو دوسرا مسلمان اس کے درد میں تڑپ جاتا اور وہ عرب جو شراب کو پانی کی طرح استعمال کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک تعلیم کے ذریعہ ان میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے شراب مسلمانوں پر حرام ہوئی اور حضور صلی اللہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں منادی فرمائی تو اس وقت مسلمانوں نے اپنے شراب کے تمام مٹکے توڑ دیئے اور اس کے بعد پھر کبھی شراب کو منہ نہ لگایا۔

عربوں میں جھوٹ بولنے کی بڑی عادت تھی۔ اور بچو! یہ جھوٹ ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ ہر حالت میں سچ بولیں کیونکہ سچ کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے۔ اور سچے آدمی سے خدا تعالیٰ اور اس کا رسولؐ خوش ہوتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیئے کہ ہم خدا اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے عربوں کو جھوٹ کی لعنت سے نجات دلوائی۔ اور وہ ایسے سچے مسلمان بن گئے جس سے خدا تعالیٰ ان پر خوش ہوا اور انہیں دنیا کی ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جس کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

اسی طرح جُوا کھیلنا عربوں کی عادتوں میں سے ایک بری عادت تھی۔ اپنی اس عادت میں وہ اپنی بڑی سی بڑی چیز کو بھی داؤ پر لگا دیتے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں اسلام کی خوبیاں بتلائیں تو انہوں نے اسلام کے سامنے ہی آجانے میں ہی اپنی خیر جانی اور اس بُرائی کو بھی خیرباد کہہ دیا۔

عرب کے بعض قبائل میں یہ رواج تھا کہ اگر ان کے گھر لڑکی پیدا ہو جاتی تو وہ اس کی پیدائش کو اچھا شگون نہ سمجھتے اور بچی کو زمین میں زندہ دفن کروا دیتے۔ اسلام سے پہلے نہ معلوم کتنی جانوں کو وہ لوگ زندہ دفن کر کے اپنے سر پر گناہوں کا بوجھ بڑھاتے چلے گئے لیکن اسلام کی برکت سے ان کی یہ برائی بھی جاتی رہی اور وہ عورتوں کو ان کا حق ادا کرنے والے بن گئے۔

معاشی حالت

طلوعِ اسلام سے پہلے عربوں کی معاشی حالت بھی نہایت خستہ تھی۔ معاشی اعتبار سے وہ دنیا کی دوسری قوموں سے بہت پیچھے تھے لیکن قرآن مجید نے معاشی ترقی کے ایسے ایسے طریقے ان کو بتائے کہ وہ معاشیات میں اتنا آگے نکل گئے کہ دنیا کی دوسری قومیں ان کی ترقی کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئیں۔

دینی حالت

عربوں کی دینی حالت اس درجہ ابتر تھی کہ انہوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت سجائے ہوئے تھے اور وہ اپنی مرادیں ان بتوں سے وابستہ کرتے تھے اور ان کے آگے سجدہ کرتے تھے۔ ان کے اندر علم کی اس قدر کمی تھی کہ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ان بتوں کو انہوں نے خود

Digitized by khalafat Library Rabwah

اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اور ان بتوں میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ اگر ان کے اوپر کوئی مکھی بھی بیٹھ جائے تو وہ اسے ہٹا سکیں۔

اسلام کے آنے سے پہلے عرب ان بے جان دیوتاؤں کی پوجا کیا کرتے تھے جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے تھے۔

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ درس دیا کہ ان بتوں سے کچھ حاصل نہ ہو گا بلکہ تم اس ہستی کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ جو اپنی ذات میں واحد ہے اور جس نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے۔

آپ کی ان اچھی اور سچی باتوں کو سن کر عرب کے بڑے بڑے سردار آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کو طرح طرح سے تنگ کرنے لگے۔ مگر آپ کو تو خدا تعالیٰ کی تائید اور اسی کی مدد حاصل تھی۔ آپ اسی کی مدد سے حق کا پیغام سناتے رہے۔ اور جیسا کہ یہ حقیقت ہے کہ سچ کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے سو ایسا ہی ہوا۔ جھوٹے خداؤں کا بھرم خاک میں مل گیا اور سچے خدا کا بول بالا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا عرب اور پھر ایران روم اور عراق اور بڑی بڑی حکومتیں اسلام کے پرچم تلے جمع ہو گئیں۔ اسلام بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے لگا۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اسلام کے اصولوں پر عمل کریں۔ اس کیلئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں اور اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے درود بھیجتے رہیں۔ آمین!

اللّٰھم صلّ علی محمّد
وعلی الہ واصحابہ
وسلّم!

ہر قسم کا سامان سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ
سائنٹیفک
سٹور
ٹمپل روڈ
لاہور
کو یاد رکھیں!
فون نمبر: ۶۲۵۰۰

Digitized by khalafat Library Rabwah

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اس بے ثبات گھر کی محبّت کو چھوڑ دو"

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبّت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزّت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے، خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

جو مر گئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

شوخی و کبر دیوِ لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے "جو وہ" خاکسار ہے

اے کرمِ خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک، مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

Digitized by khalafat Library Rabwah

بزمِ تشحیذ

"بزمِ تشحیذ" میں بعض دوستوں نے "قلمی دوستی" کا کالم دوبارہ شروع کرنے کا مشورہ دیا ہے جبکہ طاہرہ حبیب احمد نے اس کالم کو "گھسا پٹا" کالم کہا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ کالم تشحیذ کے اوراق ضائع کرنے والی بات ہے۔ ناقابلِ اشاعت مضامین اور نقل شدہ چیزیں بھیجنے والوں کے نام شائع کرنے کا مطالبہ بھی غیر معقول ہے۔ اُن کے لئے یہی بڑی سزا ہے کہ ان کے نقل شدہ مضامین ردّی کی ٹوکری کی غذا بن جائیں اور انھیں تشحیذ میں جگہ نہ دی جائے۔

میری ناقص رائے میں "پسندیدہ اشعار" کا کالم نہ صرف تشحیذ میں ایک "خوبصورت اضافہ" ہوگا بلکہ یہ مذہبی و دینی اشعار کی طرف اطفال کی توجہ پھیرنے میں بھی ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اس کالم کو جلد از جلد شروع کریں۔

(حافظ فضل الرحمٰن لبشیر۔ ربوہ)

●

"تشحیذ الاذہان" ملا۔ اُسے دیکھ کر تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی ماہر نے پھولوں کے گلدستے یکجا کر کے رکھ دیئے ہیں اسے دیکھ کر بے اختیار دل یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ؎

"آفتاب آمد دلیلِ آفتاب"

میں دعا کرتی ہوں کہ خدا کرے یہ رسالہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین!

(کوکب نوید۔ منڈی مریدکے)

●

تشحیذ ملا۔ ٹائیٹل پر نظر پڑی نہ کہ اندرونی صفحات پر۔ بہت افسوس ہوا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس پیارے رسالے کا نام بھی صرف مجبوری کی وجہ سے لکھتے ہیں مگر اس کا پیٹ چاک کرنے پر انتہائی خوشی ہوئی۔ ایک ایک حرف پڑھنے کے قابل تھا۔ انٹرویوز کا سلسلہ شروع کر کے واقعی آپ نے رسالے کو چار چاند لگا دیئے۔ "قلمی دوستی" کا کالم شروع کرنا صفحوں کا ضیاع کرنا ہے بہرحال مجموعی طور پر رسالہ اچھا تھا۔

(شاہد ریاض۔ رحیم یار خان)

●

Digitized by khalafat Library Rabwah

آئیے بزرگوں سے ملیں

انٹرویو

عبد السمیع خان

حضرت مولوی محمد حسین صاحب
(صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مولوی محمد حسین صاحب ان خوش نصیب بزرگوں میں شامل ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے اور آپ کی معیت میں ایک لمبا عرصہ گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور کے بابرکت دور کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل حضرت مولوی صاحب کے انٹرویو کی دوسری قسط پیشِ خدمت ہے:

آپ نے فرمایا:

"۱۹۰۰ء میں میرے والد صاحب مجھے لے کر عید الاضحیٰ سے چند دن قبل قادیان آ گئے اور وہاں عید پڑھی۔ مشہور "خطبہ الہامیہ" اسی عید پر سنایا گیا تھا۔ چونکہ وہ عربی میں تھا۔ اس لئے نہ میں سمجھتا تھا اور نہ میرے والد صاحب چند بزرگ لکھ رہے تھے اور باقی لوگ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ مبارک ہی دیکھ رہے تھے۔ سب لوگوں پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔

چند دن بعد والد صاحب نے مجھے سکول کی پہلی جماعت میں داخل کرا دیا۔ ہم دونوں باپ بیٹا اس باغ میں رہتے تھے جو "باؤلی والا باغ" کہلاتا تھا۔ ۱۹۰۱ء میں میری والدہ صاحبہ میرے چھوٹے بھائی محمد علی کو اور گھر کا کچھ سامان ہمراہ لے کر والد صاحب کے ساتھ بٹالہ سے قادیان آ گئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ ہم نے آبادی میں ایک کچا مکان صرف ۴ آنے ماہوار کرایہ پر لے لیا۔ ہمارا یہ مکان سید شاہ چراغ ابن سید صفدر علی صاحب کے مکان سے متصل تھا۔

ہمارے کنبے کو قادیان میں آئے ہوئے چند ماہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہی ہوئے تھے کہ میرا چھوٹا بھائی محمد علی تپ محرقہ سے وفات پا گیا۔ میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کو بہت صدمہ ہوا۔ سیدنا حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے میرے والد صاحب کو بہت تسلی دی اور جماعت میں اعلان کیا کہ میاں محمد بخش (میرے والد) صاحب کے لئے دوست بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک، عمر والا اور خادم دین بیٹا عطا فرمائے۔

چونکہ میرے والدین بوڑھے تھے اس لئے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اور اولاد کی تو مجھے امید نہیں تھی۔ ہاں میرا یہ اعتقاد پختہ ہو گیا کہ میرا موجودہ لڑکے محمد حسین (یہ عاجز) کو ہی خدا تعالیٰ لمبی عمر دے گا اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۱۹۰۲ء کے شروع میں جبکہ میری عمر دس سال کے قریب تھی تو دوسرے لوگوں کے ہمراہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت کے ایمان افروز نظارہ میں سے صرف اتنا یاد ہے کہ بیعت لیتے وقت حضورؑ نے فرمایا:

"آج میں احمدؑ کے ہاتھ پر ہاتھ
رکھ کر پچھلے تمام گناہوں سے توبہ
کرتا ہوں"

ہم سب لوگ حضورؑ کے الفاظ ساتھ ساتھ دہراتے جاتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام نے یہ الفاظ فرمائے کہ:-

"اے میرے رب! میں نے اپنی جان
پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا
اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخش
کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں"

تو اس وقت دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔

میرے والد صاحب کی عادت تھی کہ جب بھی بازار میں اچھے خربوزے دیکھتے تو خرید کر والدہ صاحبہ کے ذریعہ حضورؑ کی خدمت میں روانہ کر دیتے اور حضورؑ بہت خوش ہوا کرتے تھے۔

سکول سے چھٹی کے بعد ہم مسجد میں چلے جاتے۔ وہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کبھی کبھی بڑی خوش الحانی سے آذان دیتے تھے اور عام طور پر امام الصلوٰۃ آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ میں عام طور پر نماز عصر مسجد مبارک میں ہی پڑھتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی کرتا اور حضورؑ کے ملفوظات سننے کا شرف بھی حاصل کرتا۔ جب کوئی بیعت کرنے والا آتا تو میں بھی اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیتا۔ میرا اندازہ ہے کہ پچاس سے زائد دفعہ میں نے اس طرح بیعت کی۔ ہر دفعہ بیعت کے الفاظ سن کر ایک عجیب سی کیفیت دل میں پیدا ہوتی تھی۔

۱۹۰۳ء میں جبکہ میں دوسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی گئی۔ اس

Digitized by khalafat Library Rabwah

کی بنیادیں زمین کے اندر کافی گہرائی میں رکھی گئی تھیں اور مزدور دھموسوں کے ذریعہ بنیادوں میں کافی دن بجری کوٹتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا ہمیں سکول کو جاتے وقت وہیں ملتے کیونکہ حضور تعمیر کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لاتے تھے اور وہی ہمارے سکول کا وقت ہوتا تھا۔ ہمیں بارہا مصافحہ کا موقع بھی ملا۔ یہ مینار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں (۱۹۱۶ء) مکمل ہوا۔

میں تیسری جماعت میں پڑھتا تھا کہ ایک دن شدید سردی پڑی اور پانی منجمد ہوگیا۔ حضورؑ کی ایک خادمہ آئی اور کہنے لگی کہ اے لڑکو آج حضورؑ کو برف دکھانی ہے۔ میں نے برف کا ایک ٹکڑا لے کر تانبے کے ایک برتن میں رکھ لیا۔ جب ہم حضورؑ کے کمرے میں پہنچے تو حضورؑ اس برف کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ہماری طرف دیکھ کر فرمایا کہ :-

"لڑکوں سے تو سردی بھی ڈرتی ہے"

اس وقت میں نے صرف ایک قمیص پہنی ہوئی تھی اور شلوار کو اوپر اٹھایا ہوا تھا۔ جبکہ شدید سردی کے دن تھے۔ حضور علیہ السلام نے مجھے بھی انگیٹھی کے پاس بٹھایا اور ریوڑیاں چبانے کو دیں اور خود دوبارہ لکھنے میں مصروف ہوگئے۔ ہم تھوڑی دیر بعد حضور سے اجازت لے کر دوبارہ سکول چلے گئے۔

تھوڑے عرصہ بعد حضورؑ کو ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور جانا پڑا۔ جس دن حضورؑ کو قادیان واپس آنا تھا اس دن ہمیں سکول سے چھٹی ہوگئی۔ ہم اپنے بستے گھروں میں چھوڑ کر موضع میراں کے راستے نہر کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ دو تین میل دوڑ کر چلے گئے۔ حضورؑ رتھ پر تشریف لا رہے تھے۔ جب ہم رتھ کے قریب پہنچے تو حضورؑ نے پوچھا کہ "یہ لڑکے کون ہیں؟" رتھ بان بابا جھنڈا نے کہا کہ "حضور یہ سکول کے لڑکے قادیان سے آئے ہیں۔" حضورؑ نے فرمایا۔ "رتھ روک دو!" اور پھر پیچھے آ کر ہم سب کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور ساتھ ہی کچھ میٹھے اور کچھ پھیکے چنے سب کو تھوڑے تھوڑے دیئے۔ ہم سب نے چنے چبا کر نہر سے پانی پیا۔ بعد میں حضورؑ ہمارے ساتھ پیدل چل پڑے۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ قادیان سے کچھ اور دوست بھی پہنچے۔ وہ حضورؑ سے مصافحہ کرتے اور چلتے جاتے۔

جب حضورؑ پیدل ہی قافلہ کے ہمراہ نہر کی

Digitized by khalafat Library Rabwah

گاؤں پہنچے تو وہاں کے دو معزز سکھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ حضورؑ گنے کا رس پی کر جائیں۔ حضورؑ نے فرمایا۔ "آدمی زیادہ ہیں آپ تکلیف نہ کریں" لیکن انہوں نے بہت اصرار کیا اور دو چارپائیاں بچھا کر ان پر سفید کھیس بچھا دیئے۔ حضورؑ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان پر بیٹھ گئے۔ وہ بیلنے چل رہے تھے انہوں نے سب کو رس پلایا پھر حضورؑ پیدل ہی قافلہ کے ساتھ قادیان تشریف لے آئے۔

میرے والد صاحب بڑے مضبوط دل اور احمدیت کے فدائی تھے۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیتے خواہ خود کتنی ہی تنگی سے رہیں انھیں تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ میں ابھی چوتھی جماعت میں تھا کہ انھوں نے میری پڑھائی بند کرادی کہ ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اور اتنی رقم نہیں کہ تمہاری پڑھائی پر خرچ کر سکیں۔

جب مدرسہ احمدیہ قائم ہوا تو پہلی جماعت کے لڑکے مولوی عبدالرحمان صاحب جٹ وغیرہ دوسری جماعت میں ہو گئے۔ پہلی جماعت کے لئے لڑکے نہ تھے کیونکہ احمدی کم تھے۔ میرے والد صاحب سے کہہ کر مجھے بھی پہلی جماعت میں بھیج دیا گیا۔ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی، حافظ عبیداللہ صاحب اور مولوی رحمت علی صاحب میرے کلاس فیلو تھے۔

میں چھ ماہ مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں جاتا رہا۔ مگر کتب وغیرہ کا خریدنا میری استطاعت سے باہر تھا۔ اس لئے میں نہ چل سکا اور دوکانداری کا کام شروع کر دیا۔ دکان لوہے کے مال کی تھی۔ مستری امام الدین صاحب اس کے مالک تھے۔ میں شاگرد کے طور پر مستری صاحب سے دستی کام بھی سیکھتا رہا اور دوکانداری کا بھی کافی تجربہ ہو گیا۔

مجھے شروع ہی سے تبلیغ کا شوق تھا دوکانداری کے ایام میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا۔ ان کو خدا کے فضل سے اپنی قابلیت کے مطابق تبلیغ کرتا رہتا۔ میں نے اپنے والد صاحب کو ساٹھ برس کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ ختم کرایا۔ پھر وہ باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔

جب اخبار "البدر" اور "الحکم" میں یہ الہام شائع ہوا کہ

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

تو بازار کے لوگوں نے ہمیں بہت مذاق کئے کہ تمہارے مرزا صاحب کے الہام کیسے ہیں؟ کیا کشتیاں کوئی پہلوان ہیں جن کی کشتیاں ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ!

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہم انہیں یہی جواب دیتے رہے کہ اس الہام میں کوئی بناوٹ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ حضورؑ کو معلوم ہوا وہ آپؑ نے بیان کر دیا۔ وقت آئے گا تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم میں کشتیوں کی کشتیوں کا رنگ ظاہر ہوا اور ہر مذہب کے اخبار نے یہی سرخی جمائی کہ:۔

"کشتیوں کی کشتیاں"

پھر بازار والوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور وہ بہت حیران تھے کہ حضورؑ کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔

فروری ۱۹۰۵ء میں جب بہت بڑا زلزلہ آیا اس وقت میری عمر تیرہ برس کی تھی۔ صبح سے شام تک جھٹکے آتے رہے اکثر لوگ شہر سے باہر چلے گئے۔ حضور علیہ السلام بھی اپنے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔

۱۹۰۵ء میں ہی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی وفات ہوئی۔ آپ کو روہڑی کے قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا۔ چند ماہ بعد آپؓ کا تابوت بہشتی مقبرہ قادیان لایا گیا۔ میں بھی تابوت اُٹھانے والوں کے ہمراہ تھا۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں سب سے پہلی قبر حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی تھی۔

قادیان سے آریوں کا ایک اخبار "شُبھ چنتک" نکلا کرتا تھا۔ اس کا ایڈیٹر سومراج اور اس کے ساتھی بھگت چند اور اچھر چند اپنے اخبار میں احمدیت کے خلاف بہت زہر اگلتا رہتا تھا جب اس اخبار کی بدزبانی حد سے بڑھ گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار دیا کہ قادیان کے آریوں اور ہمارے درمیان خدا تعالیٰ ہی انصاف کرے گا۔

طاعون کے دنوں میں میری چچی صاحبہ کو بھی طاعون نکل آئی۔ چنانچہ دوائی لینے کی غرض سے جب میرے چچا جان بازار گئے تو وہاں اچھر چند نے ان سے کہا کہ:۔

"اللہ یار صاحب! یہ ہاتھ میں بوتل کیوں پکڑی ہوئی ہے؟"

چچا جان نے جواب دیا کہ "میری بیوی کو طاعون ہو گئی ہے اور میں دوائی لینے جا رہا ہوں۔"

تو اچھر چند نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ:۔

"تم کشتی نوح میں سوار ہو جاؤ۔ تمہیں کسی دوائی کی ضرورت نہیں۔"

چچا جان نے جواب دیا کہ:۔

"ہم انشاء اللہ کشتی نوح میں سوار ہوں گے مگر تم اپنے گھڑے تیار کر لو!"

یہ جواب دے کر وہ وہاں سے چل دیئے۔ دوسرے ہی دن سومراج کی بیوی طاعون سے مر گئی۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد اس کے اکلوتے لڑکے کے مرنے کی خبر آ گئی۔ گویا چند دنوں میں سومراج اس کی بیوی اور اکلوتا لڑکا، اچھر چند اور اس

Digitized by khalafat Library Rabwah

کی بیوی بچے ، بھگت رام - اس کی بیوی اور بچے حتی کہ ان کے پریس کو چلانے والا عبدل اور اس کا بھائی بھی مرگئے - اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے ۔"

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہوا جب آپؑ کی وفات کی خبر بذریعہ تار قادیان پہنچی تو کسی کو یقین نہیں آتا تھا - اور یہ خیال کیا جانے لگا کہ کسی دشمن نے ایسا تار بھیج دیا ہے -

چنانچہ بٹالہ سے دوبارہ تار دے کر پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ یہ خبر سچی ہے - قادیان کے احمدیوں کی حالت اس اچانک خبر سے ناگفتہ بہ ہو گئی تھی - شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہوگا جس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوئے ہوں - ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو دن کے دس بجے آپؑ کی نعش مبارک قادیان پہنچی - باغ والے مکان کے صحن میں تمام سکھوں ، ہندوؤں ، غیر احمدیوں اور عیسائیوں کو آپؑ کا چہرہ مبارک دکھایا گیا اسی دن حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضؓ کو جماعت نے متفقہ طور پر خلیفۃ المسیح منتخب کیا اور سب نے حضور رضؓ کی بیعت کی - اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضورؑ کا جنازہ پڑھایا - جس میں ہم سب نے شرکت کی - آپؑ کے جنازہ میں غیر احمدیوں نے بھی کثرت سے شرکت کی - اس کے بعد حضور علیہ السلام کو لحد میں اتارا گیا - "تدفین کے وقت سورج غروب ہو چکا تھا یہ نظارۂ غم مجھے عمر بھر نہیں بھول سکتا -

آپؑ کی وفات کے بعد کئی دن تک اداسی کی کیفیت رہی - غیر احمدی کہنے لگے کہ اس جماعت کا شیرازہ حضرت مرزا صاحبؑ سے وابستہ تھا اب یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا لیکن خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے قائم کئے ہوئے سلسلہ کی خود ہی نگرانی کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ الٰہی جماعت ترقی کرتے کرتے آج ہر خطۂ ارض پر اپنا جھنڈا گاڑے ہوئے ہے"

○

جواہر پارے

* علم ایک ایسا پھول ہے جو فرسودہ ہو کر بھی خوشبو دیتا ہے -
* علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو علم والوں کی قدر کرو -
* علم حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسے پھیلایا جائے -

(طاہرہ گل چوہدری - احمد آباد اسٹیٹ)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

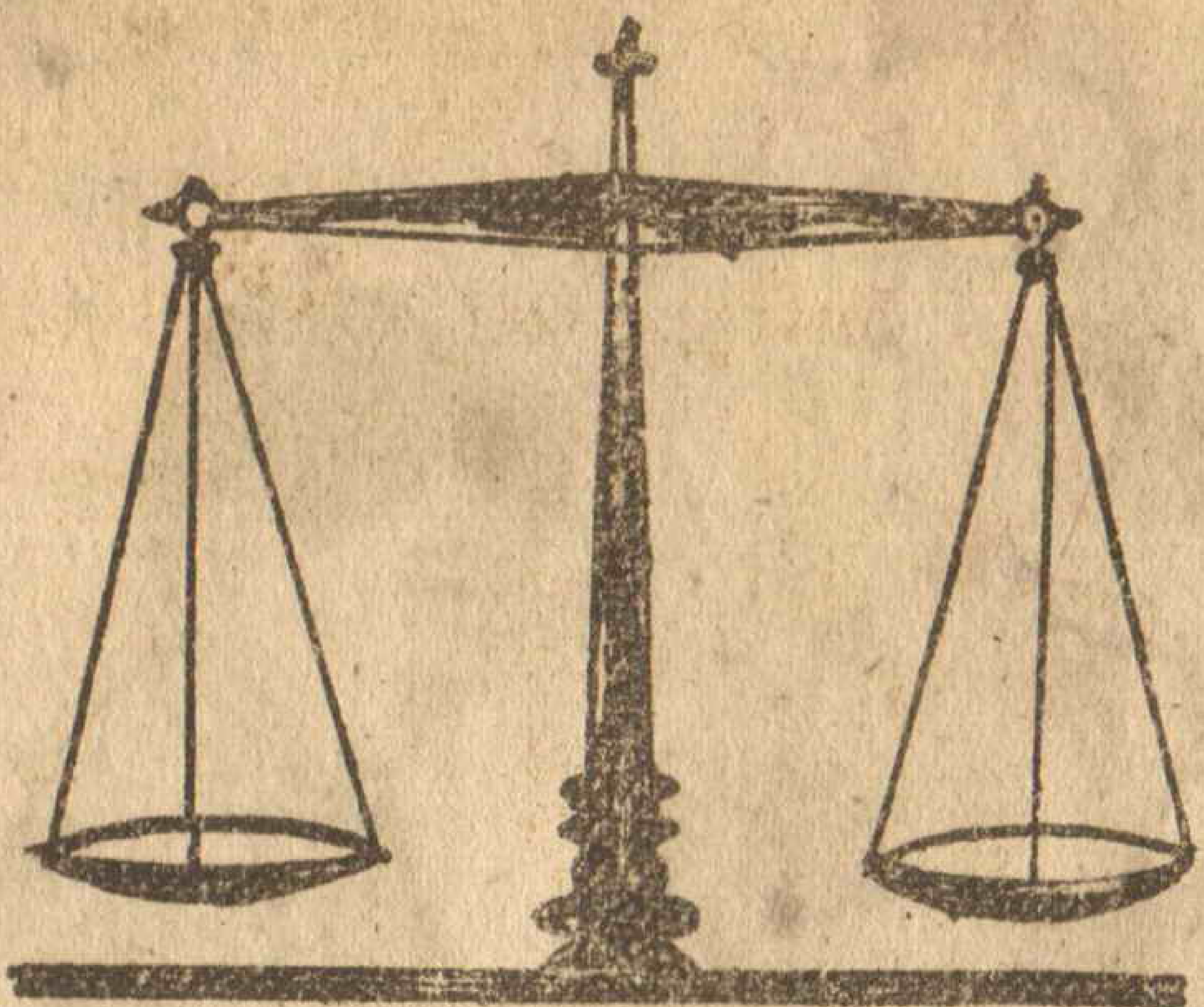

عدل و انصاف

حافظ قاری عارف اللہ ۔ سانگلہ ہل

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اسپین کے قاضی محمد ابن علی کے اکلوتے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ نے ایک جاگیر عطا کی۔ قاضی نے خلیفہ کو بہت سمجھایا کہ میرا بیٹا نوجوان ہے۔ دولت اور حکمرانی پا کر بگڑ جائے گا۔ مگر خلیفہ نہ مانا آخر عبداللہ اپنی جاگیر کا انتظام سنبھالنے کے لئے قرطبہ سے نکل پڑا۔

بوڑھے باپ کا خدشہ درست ثابت ہوا اور اس لڑکا اس گھمنڈ میں کہ میرا باپ قاضی ہے اور خلیفہ اس کی بڑی عزت کرتا ہے۔ بُرے کاموں کی طرف مائل ہو گیا حتیٰ کہ اس کے ہاتھ سے ایک شخص مارا گیا۔ لوگوں نے اسے پکڑ کر قاضی کے سامنے پیش کر دیا۔ قاضی اپنے نوجوان اکلوتے بیٹے کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا دیکھ کر آبدیدہ ہو گیا۔

لڑکے نے اپنا بیان دینے سے پہلے قاضی کو "والد محترم!" کہہ کر پکارا تو قاضی نے فوراً اسے ٹوک دیا اور کہا:۔

"یہاں تم اپنے باپ سے مخاطب نہیں ہو بلکہ قاضی سے مخاطب ہو۔ یہ عدالت ہے اور عدالت سے رشتہ داری نہیں کی جاتی۔ یہاں تم میرے بیٹے نہیں صرف ایک مجرم ہو۔"

نوجوان نے قاضی سے رحم کی درخواست کی تو قاضی نے کہا:۔

"تمام دنیا صرف اس لئے گمراہی میں پھنس گئی تھی کہ وہ غرباء کو تو سزا دے دیتے تھے لیکن امراء اور عزیز و اقارب ظلم کرنے کے باوجود سزا سے محفوظ رہتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر اپنا رحم نازل فرمایا اور نبی آخر الزمان ؐ کو بھیجا آپؐ اپنے ساتھ جامع قوانین لائے اور امیر و غریب کے فرق کو یکسر مٹا دیا۔ ہمارے پیارے نبیؐ کا ارشاد ہے کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔" اور میں تو خدا تعالیٰ کا ایک ادنیٰ سا بندہ ہوں اگر میں آج انصاف کی راہ سے

Digitized by khalafat Library Rabwah

بھٹک گیا تو روزِ محشر خدا کو کیا جواب دوں گا۔"

اسلام اور انصاف کی نظر میں دوست، دشمن، امیر غریب، مسلم اور غیر مسلم سب برابر ہیں۔ پھر میں تمہیں کیسے رعایت دے سکتا ہوں؟"

چنانچہ جب تفتیش کے بعد پتہ چلا کہ جرم درست ہے۔ تو قاضی نے وہی فیصلہ دیا جو انصاف کا تقاضا تھا۔ قاضی نے کہا:—

"قرآن کا حکم ہے کہ خون کا بدلہ خون ہے۔ تمہیں تمہارے جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیئے اور چونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تم نے خون کیا ہے اس لئے ہم تمہیں سزائے موت کا حکم سناتے ہیں۔"

قاضی نے عدالت میں موجود بہت سے لوگوں کے سامنے پورے وقار۔ حوصلہ اور سکون کے ساتھ اپنا فیصلہ سنایا تو لوگ گم سم رہ گئے۔

بعض لوگوں نے مدعیان اور مقتول کے ورثاء کی منت سماجت کی کہ وہ خون بہا لینے پر رضامند ہو جائیں لیکن وہ نہ مانے۔ اور قاضی کے نوجوان اور اکلوتے بیٹے کو فیصلہ کے مطابق پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔ بیٹے کی جدائی اور اسی صدمے کے باعث قاضی بیمار پڑ گیا۔ اور اسی صدمہ سے چند ہی دنوں میں دنیا سے کوچ کر گیا۔

قاضی محمد ابن علی نے انصاف کی خاطر بیٹے کی محبت کی پرواہ نہ کی اور اپنے اسی انصاف کی بدولت تاریخ میں زندہ جاوید ہو گیا۔ اس نے عدل و انصاف کی جو مثال قائم کی وہ آج بھی ہمارے لئے رہنمائی کا مینار ہے۔

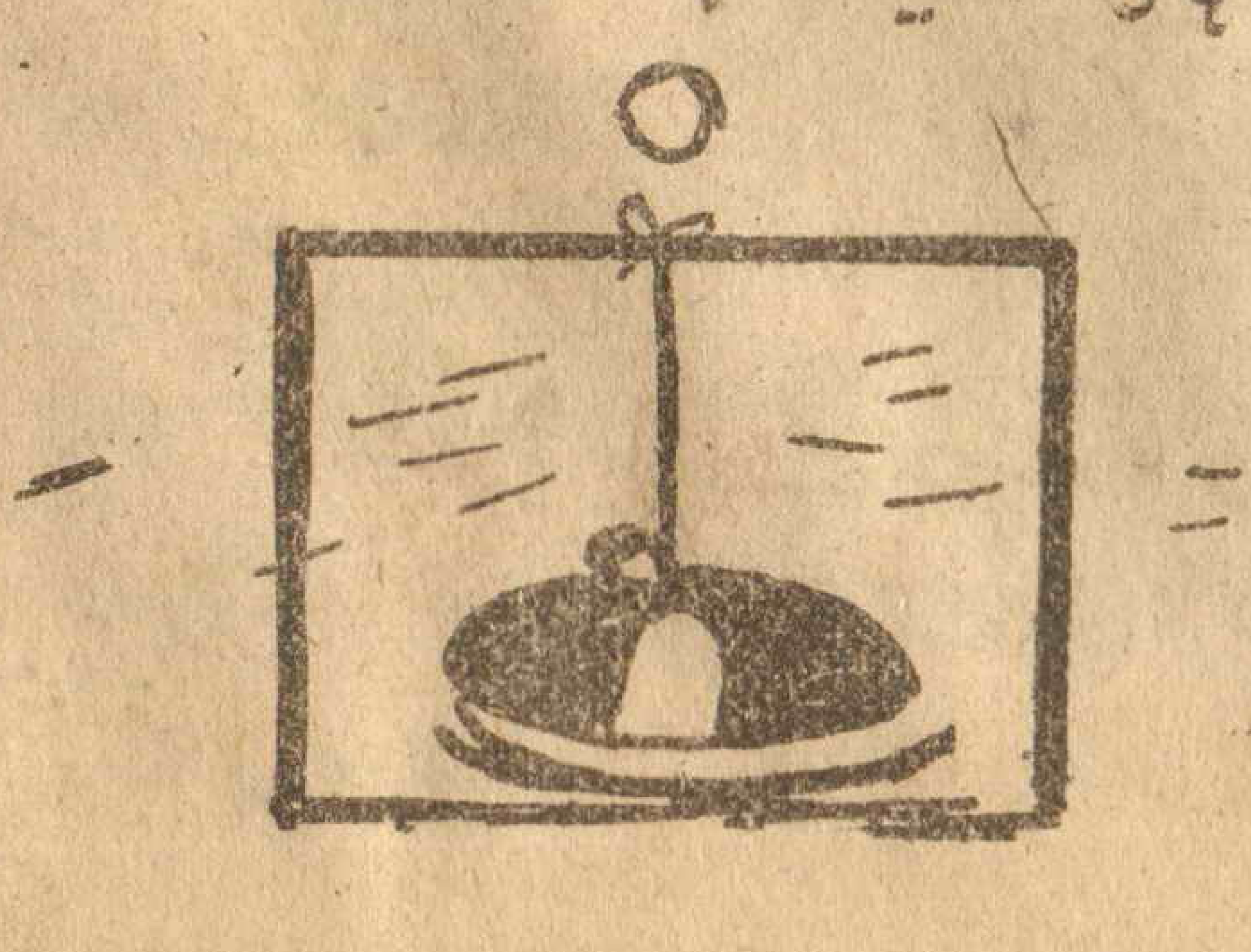

Digitized by khalafat Library Rabwah

سیرت حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے متعلق کچھ واقعات گزشتہ شمارہ میں شائع کئے گئے تھے۔ چند اور واقعات درج کئے جاتے ہیں:۔

آپ (حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ) بالالتزام صبح کی سیر کے لئے جاتے اور بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے۔ دورانِ سیر میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ آپ باہر کی ہر چیز میں دلچسپی لیتے۔ جو مکان زیرِ تعمیر ہوتا۔ اس کے اندر داخل ہو کر چھوٹی سے چھوٹی چیز کو ملاحظہ فرماتے

میاں صاحب کا فارم ہو یا نواب صاحب کا باغ۔ آپ اس بات کی کڑی نگرانی فرماتے کہ کوئی بچہ کسی پھل پھول یا پودے کو نہ چھیڑے اس لئے بچے بھی عموماً محتاط رہتے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرتے جو حضرت مولوی صاحبؓ کی طبع نازک پر گراں گزرے

اس تعلق میں یہ واقعات دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ کہتی ہیں:۔

"ایک دفعہ ہم حضرت میاں صاحب کے فارم میں سیر کر رہے تھے کہ ایک مالی ہماری بہت نگرانی کرتا رہا۔ جدھر ہم چلتے ہمارے پیچھے پیچھے جاتا اس کا اس طرح پھرنا مجھے بہت ناگوار گزرا۔ ان دنوں آم کافی بڑے ہو گئے تھے مگر ابھی پکے نہ تھے۔ میں نے اباجی سے کہا کہ آم تو ابھی کچے ہیں۔ یہ مالی ہمارے پیچھے پیچھے کیوں پھر رہا ہے؟ ہم کچے آم توڑ کر کیا کریں گے؟ اس پر اباجی نے فوراً برجستہ فرمایا کہ:۔

"اگر آم پکے ہوتے تو تمہیں اس کا پیچھے پیچھے پھرنا اچھا لگتا؟"

پھر فرمایا:۔

"وہ تو اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ ہمیں

Digitized by khalafat Library Rabwah

اس پر کیوں غصہ آرہا ہے۔"

ہم تقسیم ملک کے بعد جب لاہور آ گئے۔ تو ہمارا قیام ؛ جدید ہوسٹل میں تھا۔ یہاں گرد و نواح میں سیر و تفریح کے لئے بہت سی خوشگوار جگہیں تھیں۔ ابا جی مجھے بھی سیر کے لئے لے جاتے۔ لیکن ان دنوں میرا جی سیر کرنے کو نہ چاہتا تھا۔ ایک دن میں نے ابا جی سے یونہی تفریحاً کہا کہ اگر آج مجھے لارنس گارڈن سے اپنی پسند کا بہترین پھول لا کر دیں۔ تب میں آپ کے ساتھ سیر کے لئے جایا کروں گی....

ابا جی جب سیر سے واپس آئے۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک زرد رنگ کا کھلا ہوا پھول ہے۔ میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ ابا جی کیا آپ کو تمام باغ میں.. یہی پھول سب سے زیادہ پسند آیا؟ تو آپ نے نہایت ہی معصومانہ انداز میں فرمایا کہ " جب میں باغ میں داخل ہوا۔ تو میں نے ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا کہ " پھول توڑنا منع ہے۔" اس لئے میں تمہارے لئے ایک پھول بھی نہ توڑ سکا۔ یہ ایک گرا ہوا پھول مجھے نظر آیا۔ سو وہ تمہارے لئے اٹھا کر لے آیا ہوں"

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں آپ کی بڑی دختر محترمہ خدیجہ بیگم سلمہا کے بیان فرمودہ دو واقعات سیارے لئے تبدیل راہ ہیں:-

" دوسری تعطیلات میں میں اپنے بچوں کو ان کی دادی کے گاؤں لے جایا کرتی تھی۔ گاؤں کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے میرے ایک چھوٹے بچے نے جس کی عمر دو سال تھی۔ ایک خراب گالی سیکھ لی اور قادیان آکر جب بھی اس کا کسی بچے سے جھگڑا ہو جاتا تو وہی گالی دیتا۔ مجھے یہ سن کر بے حد تکلیف محسوس ہوتی۔ لیکن باوجود کوشش کے میں اس کی اس عادت کو دور نہ کر سکی۔ ایک دفعہ ابا جی وضو کر رہے تھے۔ اتفاقاً اس کی کسی بچے سے لڑائی ہو گئی اور اس نے فوراً وہی گالی دی۔ میں نے ابا جی سے ذکر کیا۔ آپ کافی دیر تک اس کے لئے دعا کرتے رہے۔ پھر اسے گود میں اٹھا کر فرمانے لگے۔ مجھے بتاؤ۔ تمہارا کس چیز کے لینے کو جی چاہتا ہے۔ میں تمہیں اچھی سے اچھی چیز لا کر دوں گا۔ لیکن پھر تم گال نہ دینا۔ یہ بہت بری ہوتی ہے۔ بچہ کہنے لگا۔ " ابا جی مجھے منہ بنانے (گول چوسنے والی مٹھائی) لا دیں۔ پھر ابا جی نے پوچھا کہ اس سے بھی اچھی چیز چاہیئے۔ تو کہنے لگا سنگترے لا دیں "

ابا جی کی دعاؤں اور اس شاندار تربیت کا ایسا اثر ہوا کہ اس دن کے بعد وہ گالی اس کی زبان پر کبھی نہیں آئی۔ اور ابا جی کافی دنوں تک اس کے لئے روزانہ سنگترے اور چاکولیٹ وغیرہ لاتے رہے۔

ابا جی کا تمام عمر یہ دستور رہا۔ جب ہم

Digitized by khalafat Library Rabwah

بچے تھے تب بھی اور جب میرے بچے چھوٹے تھے تب بھی ہمیشہ یہی تلقین فرماتے کہ جس چیز کو تمہارا دل چاہے۔ بجائے اماں یا ابا سے مانگنے کے خدا سے مانگا کرو۔ آپ جب بھی بازار سے کوئی کھانے کی چیز لاتے۔ تو اس کو اماں جی کی چارپائی کے تکیہ کے نیچے رکھ دیتے اور پھر بچوں کو بلا کر دریافت کرتے۔ کہ آج تم میں سے کسی کس نے دعا مانگی تھی۔ ہر ایک اپنی اپنی دعا کا ذکر کرتا۔ پھر پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے کھانے کی چیز بھی مانگی تھی؟ تو کوئی نہ کوئی بچہ کہہ ہی دیتا کہ میں نے مانگی تھی۔ تب اسے فرماتے کہ جاؤ تمہاری امی کی چارپائی پر اللہ میاں نے آسمان سے ضرور کوئی چیز بھیجی ہوگی۔ بچے دوڑے دوڑے جاتے اور وہ چیز اٹھا لاتے اور آپ سب بچوں میں بانٹ دیتے۔

بچوں میں دعا کی عادت پیدا کرنے کا یہ بہترین طریق تھا جو حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے گھر میں جاری رکھا ہوا تھا۔

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ صحت کے اصولوں کی بہت سختی سے پابندی کرتے اور سب بچوں کو اس کی نصیحت فرماتے اور خاندان کے ہر فرد کی صحت و آرام کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اگر گھر میں کسی کی تکلیف کا آپ کو علم ہو جاتا تو آپ پریشان ہو جاتے اور علاوہ نماز دعاؤں کے علاوہ جو آپ کی پاکیزہ زندگی کا جزو لاینفک تھیں۔ دوائیں لا کر استعمال کرانے اور ہر قسم کی احتیاطیں بتانے میں پورا خیال رکھتے اور اس وقت تک چین نہ لیتے جب تک آپ کو اس کی صحت کی طرف سے پورا اطمینان نہ ہو جاتا۔

گھریلو زندگی آپ رضی اللہ عنہ کے وجود سے گویا جنت کا نمونہ تھی۔ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو بلند آواز سے سب کو "السلام علیکم" کہتے پھر بعض اوقات گھر کے ایک ایک فرد سے ملاقات ہوتی۔ ان کو الگ الگ السلام علیکم کہتے۔ بچوں سے مصافحہ کرتے۔ چھوٹے بچوں کو پیار سے اٹھا لیتے اور کافی دیر تک خاص محویت کے عالم میں خاموشی سے صحن میں ٹہلتے رہتے اور لبوں پر دعائیں جاری رہتیں۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت ہی کم گو بزرگ تھے۔ گفتگو کو طول دینا۔ بلند آواز سے وعظ و نصیحت کرنا، قہقہہ لگا کر ہنسنا، یا خفا ہونا آپ کی طبیعت کے خلاف تھا۔ نہایت متین اور سنجیدہ مسکراہٹ ہمیشہ آپ کے ہونٹوں پر کھیلتی رہتی خوشی اور غم کے موقع پر آپ کا چہرہ آپ کے جذبات کی خوب ترجمانی کرتا۔ مسرت کے موقع پر چہرہ تمتما اٹھتا۔ آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو جاتی اور جب فکرمند یا پریشان ہوتے تو سوز کی کیفیت پائی جاتی۔ آپ کے ٹہلنے کا انداز اور دعاؤں میں اضطراب نہایت

Digitized by khalafat Library Rabwah

آپ کی قلبی کیفیت کے آئینہ دار ہوتے۔

آپ کی تمام زندگی میں جو چیز ہمیں نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ کہ انہوں نے اپنی ہر حرکت و سکون کو شریعت اسلامیہ کے احکام کے تابع بنایا ہوا تھا۔ آپ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، گھر میں داخل ہوتے، گھر سے باہر جاتے، جوتی پہنتے اور اتارتے وقت حتیٰ کہ لیٹے لیٹے کروٹ بدلتے وقت ان ہدایات کو مدّنظر رکھتے جو شریعت نے دی ہیں اور ہر موقعہ پر ان دعاؤں کے ورد سے آپ کی زبان معمور رہتی جو قرآن پاک اور احادیث میں مذکور ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ چیزیں آپ کی عادت میں داخل ہو کر آپ کی پاکیزہ سیرت کا جزو بن گئی تھیں۔

کئی بار ایسا بھی ہوا کہ جب آپ گھر تشریف لاتے اور آپ کی کوئی بچی آپ کی جوتی اور جرابیں اتارتے وقت دائیں پاؤں پر ہاتھ رکھتی تو آپ اپنا پاؤں کھینچ لیتے جس سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا اور پھر وہ بائیں پاؤں سے جراب پہلے اتارتی۔

اسی طرح جب آپ کی موجودگی میں آپ کے گھر کے بچے سکول جانے کے لئے تیار ہوتے تو آپ ان کو گھر سے نکلتے وقت دعا پڑھنے کے لئے فرماتے چنانچہ اسی پر پوری طرح عمل کرانے کے خیال سے آپ نے ایک مرتبہ اس دعا کو خوشخط لکھوا کر اور فریم کروا کر کارنس پر اس جگہ رکھ دیا جہاں آئینہ پڑا ہوتا ہے تاکہ سکول جانے سے قبل کنگھی کرتے وقت وہ دعا بچوں کے ذہن میں مستحضر رہے۔

اپنے کھانے کے اوقات میں بھی آپ کے لبوں پر دعائیں جاری رہتیں۔ کھانے کے بعد صحن میں ٹہل رہے ہوتے تو اکثر یہ دعا پڑھ رہے ہوتے:۔

"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ۝"

درود شریف تو اس کثرت سے پڑھتے گویا آپ کی روح کو حقیقی اطمینان درود پڑھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ رمضان شریف کی راتوں میں تو آپ گھنٹوں درود شریف اور استغفار پڑھنے میں مستغرق رہتے۔

دعا گویا ان کی روح کی غذا تھی۔ رات کو بستر پر لیٹتے وقت جب تک آنکھ نہ لگ جاتی درود شریف اور استغفار پڑھنے میں مشغول رہتے کبھی زبان پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝" کے الفاظ ہوتے۔ حتیٰ کہ اسی مقدس مشغلہ میں آپ گہری نیند سو جاتے پھر آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ سفر پر روانگی سے قبل خواہ سفر کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہوتا سب کو اکٹھا کر کے دعا کرتے۔ گھر میں سے کوئی

Digitized by khalafat Library Rabwah

خود جب سفر پر جانے لگتا تو اس کی روانگی کے وقت ضرور پہنچ جاتے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے۔

مختلف لوگوں کی طرف سے دعا کے لئے جو آپ کو خطوط موصول ہوتے ان کے متعلق آپ کا یہ معمول تھا کہ خط پڑھ کر اسی وقت اس کیلئے دعا کرتے۔ آپ اپنے بچوں میں سے کسی سے خط پڑھواتے اور غور سے سنتے جاتے۔ چنانچہ آپ کی عمر کے آخری پانچ چھ سالوں میں تو یہ شرف خاص طور پر آپ کی نواسی محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ کو نصیب ہوتا رہا جب آپ عشاء کی نماز پڑھ کر آتے اور کھانا کھا رہے ہوتے یا نماز کے لئے وضو کر رہے ہوتے تو آپ دریافت فرمایا کرتے کہ آج کہاں کہاں سے کس کس کا خط آیا ہے اور ان میں کس کس امر کے واسطے دعا کے لئے لکھا گیا ہے اور اپنے بچوں کو اکثر یہ بھی فرماتے کہ میں اس لئے تم سے خط پڑھواتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے لئے دعا کیا کرو۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تم دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ان لوگوں کے لئے دعا کر سکوں۔ کبھی کبھی آپ کی جیب سے جو کاغذات نکلتے۔ ان میں ایک لسٹ ہوتی جس پر خطوط لکھنے والوں کے نام ہوتے اور مختصر طور پر اس امر کی تفصیل بھی جس مقصد کے لئے دعا کرنی ہوتی۔

پھر وہ شخص جس نے قریب سے آپ کو نماز میں یا ویسے ہی دعا کرتے دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ دعا کرتے وقت آپ کے لب و لہجہ میں شدید درد و کرب اور سوز و گداز کی کیفیت اس بات کا ثبوت ہوتی کہ دعا آپ کے دل کی گہرائیوں سے نکل رہی ہے۔

آپ کے دل میں مخلوقِ خدا کی ہمدردی کا اتنا گہرا نقش تھا کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ آپ کو دعا کے لئے کہہ دیتا تو اس کے لئے دعا کرنا فرض سمجھتے

اس حقیقت سے بھلا کسے انکار ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقدس وجود روحانی اعتبار سے پارس کی مانند تھا جو بھی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا۔ اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ ان میں سے ایک ایک فرد نہ صرف با اخلاق بنا بلکہ حضور کی قوتِ قدسی نے ان کے وجودوں کو باقی دنیا کے لئے خدا نما بنا دیا۔ ایسے ہی مطہر اور مزکّی نفوس عالیہ میں سے ایک حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تھے۔ آپ کی زندگی دست بکار و دل بیار کا کامل نمونہ تھی۔" (سیرت حضرت مولوی شیر علی رضؓ)

ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان اخلاقِ عالیہ کو اپنے اندر پیدا کریں تا ہمارا خدا ہم سے خوش ہو جائے (آمین)

Digitized by khalafat Library Rabwah

گوشۂ ادب

توحید کی طاقت

خداتعالیٰ کی طرف سے جتنے انبیاء آئے انھوں نے دنیا کو توحید کا درس دیا۔ اور توحید کی قوت سے ہی وہ دنیا پر غالب آئے۔ آج میں آپ کو اسی مضمون سے متعلق ایک حکایت سناتا ہوں جسے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں درج کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:۔

ایک نیک نفس عابد کو خبر ملی کہ ایک قوم ایک درخت کی پوجا کرتی ہے اور غیر خدا کی پرستش پر مٹی ہوئی ہے۔ عابد نے جوں ہی یہ خبر سنی وہیں غصہ میں جھلا اٹھا اور سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کی توحید کے پر جوش ولولوں اور نہ رکنے والے جذبات نے اسے اس بات پر اکسایا کہ جس طرح بن پڑے وہ اس درخت کا صفایا کر دے۔ چنانچہ یہ منصوبہ باندھنے کے بعد وہ درخت کاٹنے کے لئے چلا۔ رستہ میں اسے شیطان ملا۔ اس نے

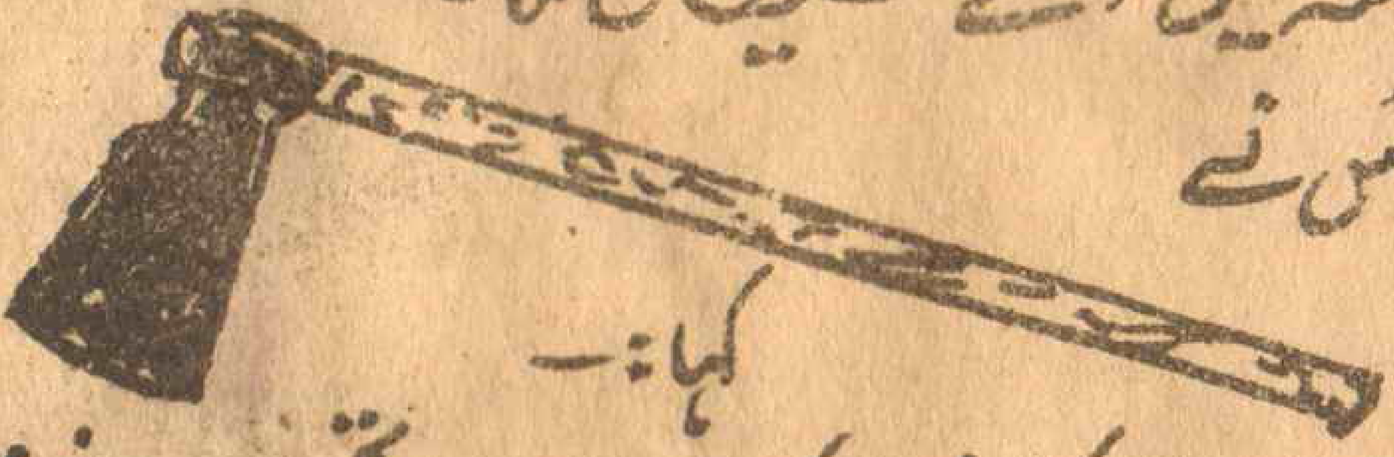

کہا:۔

"اے خدا کے بندے! تجھے اس درخت کے کاٹنے سے کیا فائدہ ملے گا۔ اگر تو اسے کاٹے گا وہ دوسرے درخت کی پوجا شروع کر دیں گے۔ میں خیر خواہی سے تجھے سمجھاتا ہوں کہ تو اس درخت کے قطع میں خواہ مخواہ محنت و مشقت اٹھاتا ہے اس سے تجھے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا لہٰذا تو اس خیال کو چھوڑ دے اور اپنی عبادت میں مشغول ہو جا!"

عابد بولا۔ "نہیں نہیں۔ میں اسے ضرور کاٹوں گا کیونکہ شرک کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑنا خداتعالیٰ کی عین عبادت ہے۔"

انجام کار دونوں میں مقابلہ ہوا اور نیک فطرت عابد نے شیطانِ لعین کو پچھاڑ دیا۔ جب شیطان مقابلہ سے تھک کر بیٹھ گیا

Digitized by khalafat Library Rabwah

تو اب اُس نے عابد کو بہکانے کا ایک اور پہلو اختیار کیا اور خیر خواہی کے لہجے میں کہا۔

"تو فقیر آدمی ہے۔ جا اپنی عبادت میں لگ جا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر رات کو دو دینار بلا ناغہ تیرے سرہانے رکھ دیا کروں گا۔ جس سے تو ہمیشہ فارغ البال اور خوشحال رہے گا۔ رہا اس درخت کا کاٹنا تو تجھے اس کا فکر ہی کیا پڑا ہے۔ خدا کو منظور ہوا تو وہ خود کسی ایسے رسول کو بھیجے گا جو اُسے کاٹ ڈالنے کا حکم دے گا اور جب تو اُسے پوجتا ہی نہیں تو تجھ پر اس کا کوئی عذر بھی نہ پڑے گا اور جب یہ ہے تو اس بے سود مشقت اُٹھانے کا فائدہ؟"

شیطان کی خوشامدانہ باتوں سے عابد خاموش رہا اور اپنے گھر آ گیا۔

صبح ہوتے ہی حسب وعدہ دو دینار سرہانے رکھے ہوئے پائے۔ دوسرے روز بھی اُسے دو دینار ملے مگر جب تیسرا دن ہوا تو وہاں کوئی دینار نہ تھا۔ یہ پھر تیشہ سنبھال کر درخت کاٹنے کو چلا۔ اس مرتبہ پھر شیطان راستے میں ملا۔ مقابلہ کی نوبت آئی مگر اس دفعہ شیطان نے عابد کو زیر کر لیا۔ عابد بولا۔

"اس کی کیا وجہ؟ کہ پہلی دفعہ میں تجھ پر غالب آیا اور اس دفعہ میرا زور نہ چل سکا"

شیطان نے کہا۔ "اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس دن تیرا جوش خالص توحید الٰہی کے لئے تھا اور آج کا غصہ دو دینار کے لئے ہے"۔

عابد اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

عزیز بھائیو! اس حکایت سے آپ نے کیا نتیجہ نکالا؟ دیکھو جو خدا کا ہو جائے اسے کوئی زیر نہیں کر سکتا مگر جو اُسے چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے پھر اس کے لئے ناکامی ہے۔ ہمارے سب کام خدا کی رضا کے لئے ہونے چاہئیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ
رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا
صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۝"

(سورۃ کہف: ۱۱۱)

پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ نیک (اور مناسب حال) کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"

(بخاری)

کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے پس جو کام بھی کرو خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہو اور یہی توحید خالص کہتے ہیں۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(محمد اکرم عمر۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

شکرِ خداوندی

گرمی کا موسم تھا اور دوپہر کی چلچلاتی دھوپ۔ لیکن شیخ سعدیؒ کو دمشق ضرور جانا تھا۔ وہ چل پڑے۔ راستے میں گرمی سے ان کا برا حال ہوا

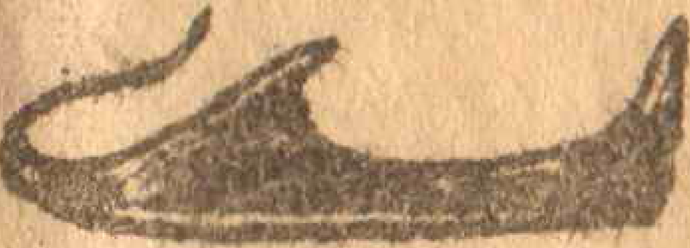

جوتے ٹوٹے ہوئے تھے۔ تپتی ہوئی زمین پر چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔

آپ دل میں کڑھنے لگے کہ سب لوگ آرام سے گھروں میں بیٹھے ہیں اور ایک میں ہوں کہ جوتا بھی نصیب نہیں۔

اسی طرح کی باتیں سوچتے چلے جا رہے تھے۔ شہر کے دروازے تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک اپاہج فقیر جس کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں زمین پر گھسٹتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر فوراً دل کا حال بدل گیا۔ اسی وقت خدا کے حضور سجدہ میں گر گئے اور دیر تک روتے رہے اور اپنی ناشکرگزاری کی معافی مانگتے رہے کہ اے میرے اللہ! میں غلطی پر تھا۔ میں تیری نعمتوں کو نہ سمجھ سکا۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے دونوں پاؤں سلامت ہیں۔ ورنہ میں بھی اس فقیر کی طرح گھسٹتا۔

حدیث پاک میں ہے کہ اگر دنیا کا خیال آئے تو اپنے سے کمزور کو دیکھو تاکہ ناشکرے نہ ہو۔ اور اگر نیک اعمال کا خیال آئے تو اپنے سے اچھوں کو دیکھو تاکہ زیادہ اچھے بننے کا شوق پیدا ہو۔

(عابدہ صدیقہ دارالصدر شرقی۔ ربوہ)

بسم اللہ کی برکتیں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی اکٹھے رہا کرتے تھے ان دونوں کی ایک ایک بیٹی تھی۔ یہ دونوں بہت اچھی سہیلیاں تھیں۔ ان میں بہت پیار تھا۔

مسلمان کی بیٹی ہر کام شروع کرنے سے پہلے "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" ضرور پڑھتی تھی۔ اسے دیکھ کر یہودی کی بیٹی بھی ہر کام شروع کرنے سے پہلے "بسم اللہ" پڑھتی تھی۔ یہودی نے اپنی بیٹی کو لاکھ سمجھایا کہ وہ بسم اللہ نہ پڑھے مگر اسے تو عادت پڑ چکی تھی۔

ایک دن یہودی کو بہت غصہ آیا اُس نے ایک ترکیب سوچی۔ پھر اس نے اپنی بیٹی کو بلایا اور کہا کہ وہ ڈبیہ اٹھا لاؤ۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

یہودی نے ڈبے میں سانپ بند کر کے رکھا ہوا تھا تاکہ بچی جب ڈبہ کھولے تو سانپ اسے ڈس لے۔ یہ سوچ رہا تھا کہ بچی نے بسم اللہ پڑھ کر ڈبہ کھولا تو اس میں سے سونے کا ایک خوبصورت ہار نکلا۔ بچی تو بہت خوش ہوئی۔ اس واقعہ

کا یہودی پر بڑا اثر ہوا۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم ہر کام شروع کرنے سے بسم اللہ ضرور پڑھیں کیونکہ اس میں بہت برکت ہے۔

(وسیم خان ربوہ)

○

حضرت مصلح موعودؓ کی الٰہی فراست

تشحیذی بچوں کے ازدیاد ایمان کے لئے

ہم ذیل میں محترم جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آف قادیان کا مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۵ء کا ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ مکرم و محترم صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"ڈاکٹر محمد حسین صاحب وٹرنری ڈاکٹر ہیں اور ان دنوں میسور میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر انیمل ہسبنڈری ہیں۔ کئی سال تک جماعت احمدیہ منگلور کے پریذیڈنٹ رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے خط مورخہ ۱۲/۹/۶۵ میں تحریر کیا ہے کہ:

"میرے آقازادہ!

کوئی چونتیس پینتیس سال کی بات ہے کہ وٹرنری کالج کے تین طالب علموں کو جن میں ایک یہ خاکسار بھی تھا حضور اقدس (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ۔ ناقل) سے شرف ملاقات کا ایک موقع حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو یکایک قطع کلام کرتے ہوئے حضور اقدسؓ نے فرمایا:

"اسلام کی نشأۃ اولیٰ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ میں شرم و حیا بے انتہا تھا۔ یہی حال میاں ناصر کا ہے اور یہ بھی مجسم شرم و حیا ہے۔"

یہ فرمانے کے بعد آپؓ نے اپنی سابقہ گفتگو سے تسلسل قائم کر لیا۔"

مکرم ڈاکٹر صاحب کے خط میں حضور اقدسؓ سے مراد حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضورؓ کا یہ بیان الٰہی فراست سے تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو

Digitized by khalafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کا "تیسرا خلیفہ" بنا کر پورا کر دیا ہے یہ واقعہ صداقتِ احمدیت کا ایک درخشندہ نشان ہے۔"

(الفرقان فضل عمر نمبر دسمبر ۱۹۶۵ء/جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۶)

(مرسلہ: ابو الشہید عبد الرب غیرت شیخوپورہ)

○

ہاتھیوں کی تقسیم

ایک امیر نے مرنے سے پہلے اپنی تمام جائیداد تین بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ سترہ (۱۷) ہاتھی باقی رہ گئے تھے۔ ان کے متعلق اس نے وصیت کر دی کہ آدھے ہاتھی بڑے لڑکے کو تہائی منجھلے کو اور نواں حصہ چھوٹے

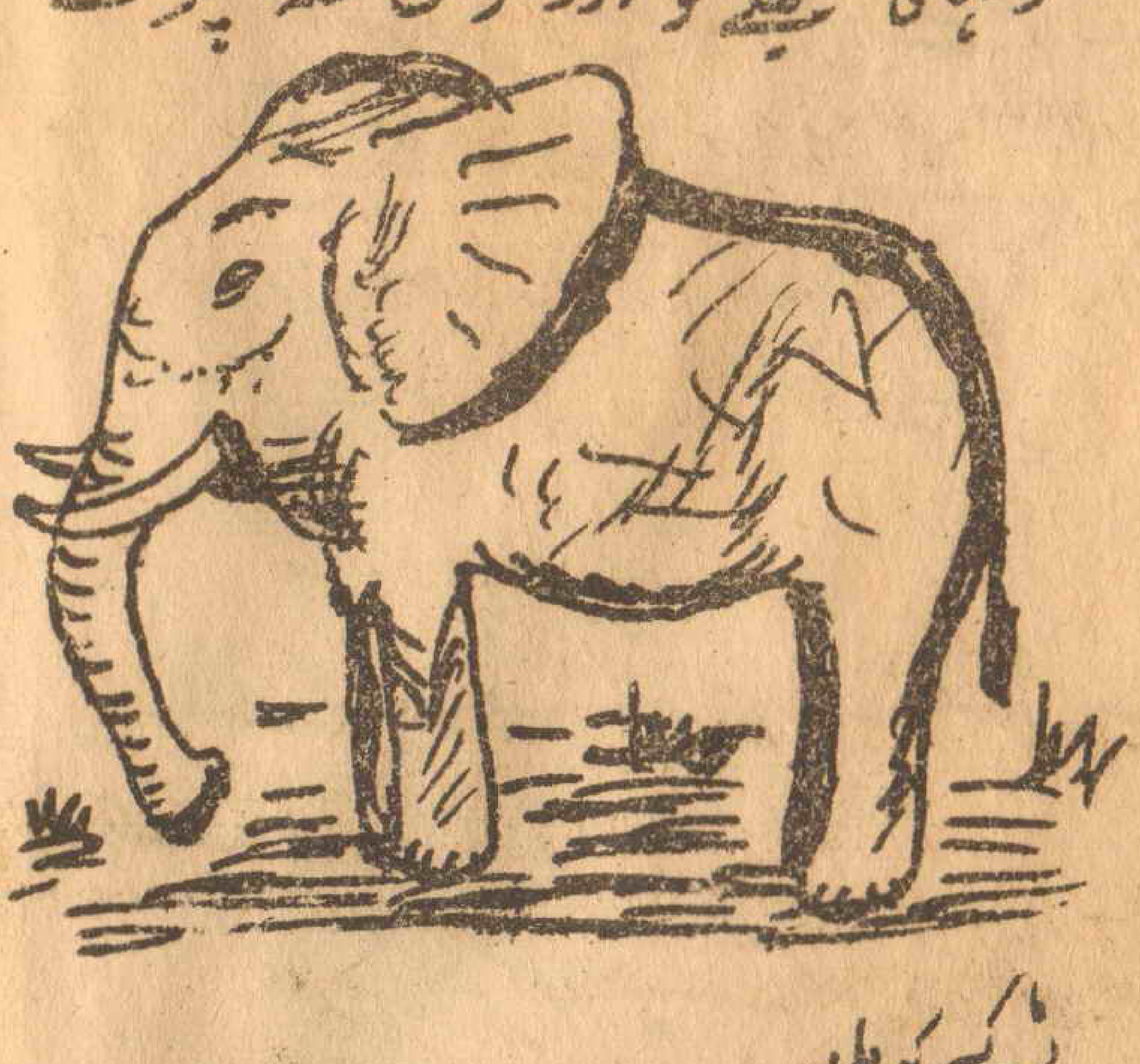

لڑکے کو ملیں۔

امیر تو وصیت کرتے ہی مر گیا۔ بیٹوں نے تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر ہاتھیوں کی تقسیم کرنا چاہی۔ مگر آپس میں فیصلہ نہ کر سکے کیونکہ دو ہاتھی کاٹنے پڑتے تھے۔ آخر شہر کے قاضی کے پاس گئے اور اس کے سامنے انہوں نے اپنی مشکل پیش کی۔

قاضی نے بیان لے کر اگلے روز کی تاریخ دے دی اور کہا کہ "میں خود موقع پر آ کر فیصلہ کروں گا۔"

اگلے دن قاضی اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر امیر کے مکان پر پہنچا۔ تینوں بھائیوں کو بلا کر کہا کہ "لو میں تمہیں اپنا ہاتھی بھی دیتا ہوں اب تم باپ کی وصیت کے مطابق اٹھارہ ہاتھی بانٹ لو۔"

سب خوش ہوئے کہ مفت میں ایک ہاتھی مل گیا۔ بڑے نے وصیت کے مطابق نصف یعنی نو (۹) ہاتھی لے لئے۔ منجھلے نے تہائی یعنی چھ (۶) اور سب سے چھوٹے نے نواں حصہ یعنی دو (۲) ہاتھی لے لئے۔ اور تقسیم کے بعد ایک ہاتھی بچ گیا۔

قاضی نے پوچھا۔ "کہو کسی کی حق تلفی تو نہیں ہوئی؟"

سب نے کہا۔ "نہیں جناب: بلکہ اصل حصہ سے کچھ نہ کچھ زیادہ ہی ملا ہے۔ آپ براہ کرم اپنا ہاتھی لے لیں۔"

قاضی اٹھا اور ہاتھی پر سوار ہو کر چلا گیا۔

(کوکب نوید۔ منڈی مرید کے)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

دانا غلام

ایک دفعہ اسلام کے ایک بہادر جرنیل نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے مٹھی بھر جانبازوں نے رومیوں کی کئی ہزار فوج کو پسپا کر دیا۔ ابھی لڑائی ختم ہوئی ہی تھی کہ رومیوں کی بہت بڑی تعداد پیچھے سے رومیوں کی مدد کے لئے آ پہنچی اور مجبوراً مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور پھر رومی اس بہادر جرنیل کو پکڑ کر لے گئے۔ اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا۔

جب رومی شہنشاہ نے انہیں دیکھا تو غصے سے بولا:-

"او جرنیل! تم نے کس غرض سے میرے ملک میں آنے کی جرأت کی؟"

جرنیل نے بہادرانہ انداز میں جواب دیا: "ہم تمہارے ملک کو فتح کرنے آئے تھے"

شہنشاہ نے جب یہ سنا تو غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور جرنیل کا سر قلم کرنے کا حکم دے دیا۔

جرنیل کے غلام نے سوچا کہ اپنے آقا کو کس طرح موت کے منہ سے بچائے۔ آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور جرنیل کو ایک چپت رسید کرتے ہوئے بولا:

"او خادم! تیرا آقا تو یہاں موجود نہیں ہے پھر تو نے بات کرنے کی جرأت کیسے کی؟"

جب رومی بادشاہ نے یہ سنا تو وہ سمجھا کہ دونوں ہی خادم ہیں اور ان میں کوئی افسر یا جرنیل نہیں ہے۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔ اس طرح ایک غلام کی عقلمندی سے بہادر جرنیل کی جان بچ گئی۔

(ریاض احمد خان۔ احمد نگر)

o

بے وقوف بکری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لومڑی کنوئیں میں جا گری۔ کنواں پانی سے بھرا ہوا تھا۔ وہ غوطے کھانے لگی۔ اس نے بار بار اچھل کر باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام

Digitized by khalafat Library Rabwah

رہی۔ آخر مایوس ہو کر چپ ہو گئی۔

تھوڑی دیر میں
ایک بکری چرتے
چرتے کہیں سے
ادھر آنکلی۔ کنویں
کے پاس پہنچ کر
اُس نے جھانکا
تو کیا دیکھتی ہے
کہ بی لومڑی پانی میں تیر
رہی ہے۔ بکری نے پوچھا:
"بی لومڑی! تم کہاں؟"

مکار لومڑی نے جو اوپر
دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ اور
بولی۔ "میں سیر کے لئے
آئی تھی۔ اب کنویں میں
نہا رہی ہوں۔"
بکری نے کہا۔ "یہ کنوئیں کی
سیر کی بھی تمہیں خوب سوجھی۔"
لومڑی نے جواب دیا۔ "بہن تم نے
مجھے آج یہاں دیکھا ہے میں تو ہر روز پانی
پینے یہاں آتی ہوں۔ اس پانی کے بارے میں
کچھ نہ پوچھو۔ اتنا میٹھا اور ٹھنڈا ہے۔ کہ
سبحان اللہ! خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ آب حیات
ہے یہ سن کر بکری کی باچھیں کھل گئیں۔ وہ
شکایت کے لہجہ میں کہنے لگی۔

"سہیلی تم بہت خود غرض نکلیں تم نے کبھی
اس کا ذکر تک نہ کیا۔" لومڑی بکری کی بات کاٹ
کر بولی۔ "بہن اب شرمندہ نہ کرو۔ یوں سمجھ کہ
خیال ہی نہیں آیا اب کنویں میں اتر آؤ۔ تمہارے
سب گلے شکوے دور ہو جائیں گے۔"

بیوقوف بکری نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جھٹ
کنوئیں میں چھلانگ لگا دی اور غٹا غٹ پانی
پینے لگی۔ بکری کا کنوئیں میں پہنچنا تھا کہ لومڑی
فوراً چھلانگ لگا کر اس کی کمر پر کھڑی ہو
گئی اور وہاں سے جو اچھلی تو کنویں سے
باہر آنکلی۔ کنویں سے نکل کر اس نے
غوطے کھاتی ہوئی بکری سے کہا۔ "لو بی بکری
خدا حافظ! ہم تو جاتے ہیں۔ تم خوب
وقت پر آئیں۔ اب جی بھر کے پانی پیو!
روز روز یہ موقع نصیب نہیں ہوتے۔
جگ جگ جیو اور پانی پیو!"

یہ کہہ کر لومڑی تو چلی گئی اور بکری
کنوئیں میں ڈوب گئی۔

بھائیو! ہمیں بغیر سوچے سمجھے کبھی کوئی
کام نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کبھی بھی دوسروں
کی چکنی چپڑی اور خوشامدانہ باتوں میں آکر
غلط قدم نہیں اٹھانا چاہیئے تاکہ بعد میں
نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

(ناصرہ شاہین۔ نور نگر خادم)

Digitized by khalafat Library Rabwah

خبرنامہ تشحیذ

★ — سب سے قیمتی سکّے

دنیا میں سب سے بیش قیمت سونے کے سکّے شاہ جہاں نے ڈھلوائے تھے ان میں سے ہر ایک کا وزن دو کلو سے بھی کچھ زیادہ تھا اور قیمت آج کے حساب سے تقریباً ۲۰۰۰۰ روپے تھی۔ ان کا آخری نمونہ ۱۸۲۰ء میں پٹنہ میں گم ہو گیا تھا۔ لیکن تقریباً ۶۱ انچ قطر کی پلاسٹر کی بنی ہوئی نقل لندن کے عجائب گھر میں اب بھی محفوظ ہے۔

★

★ — عجیب نقشہ

(۳) آسٹریلیا میں ایک ایسا نقشہ تیار کیا گیا ہے جس کے ساتھ ایک کلاک لگا ہوا ہے۔ نقشہ برابر چوبیس ۲۴ حصّوں میں تقسیم ہے۔ چونکہ اس میں الیکٹرونکس سسٹم ہے اس لئے دنیا کے کسی حصّے کا بالکل صحیح وقت معلوم کیا جا سکتا ہے طریقہ کار یہ ہے کہ نقشے پر مطلوبہ ملک تلاش کرکے نیچے لگے ہوئے مخصوص بٹن کو دبا دیا جاتا ہے اور اس طرح مطلوبہ ملک کے وقت کا پتہ کلاک پر چل جاتا ہے۔

(منور احمد طاہر۔ عزیز آباد کراچی)

★

★ — "سات بچے"

امریکہ میں ۱۸۵۴ء سے ۱۸۱۴ء تک کے دور کا واقعہ ہے۔

کیپٹن سیموئیل نیٹ کے سات بچے تھے اس کے پاس سات ہی بحری جہاز تھے۔ اس نے ان جہازوں کے نام اپنے سب بچوں کے نام پر رکھے۔

پانچ جہازوں کے نام بیٹوں کے نام پر اور دو بیٹیوں کے نام پر۔

پھر یوں ہوا کہ اس نے دو جہاز اور خرید لئے۔ چونکہ اس کے سات بچے تھے اس

Digitized by khalafat Library Rabwah

لئے اس نے ایک جہاز کا نام "FIVE BROTHERS." اور دوسرے جہاز کا نام "TWO SISTERS." رکھ دیا۔

(فیصوہ نور۔ حجرہ شاہ مقیم)

★

★۔ طبی کمپیوٹر

امریکہ اور روس کے انجینئرز نے حال ہی میں ایک ایسا جدید کمپیوٹر تیار کیا ہے جس میں انسان اپنی بیماری کی علامات مکمل کر ڈالیگا اور کمپیوٹر اسے اس مرض کا علاج اور احتیاطیں وغیرہ بتلائے گا۔ انجینئروں کا خیال ہے کہ اس کمپیوٹر کے ذریعے دنیا میں ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جا سکے گا۔

(محمد امجد طارق۔ دار الصدر جنوبی ربوہ)

★

★۔ عجیب و غریب گھڑی

جرمن سائنسدانوں نے ایک ایسی گھڑی ایجاد کی ہے جو صحیح وقت، دن اور مہینے کی تاریخ کے علاوہ موسم کی تبدیلی کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ بارش اور آندھی آنے والی ہو تو یہ عجیب و غریب گھڑی وقت سے آٹھ گھنٹے

پہلے مطلع کر دیتی ہے۔

(فوزانہ ناھید۔ گوجرہ)

★

★۔ پاؤں سے مصوری

بلجیم کے چارلس نیلو کا شمار انیسویں صدی کے مشہور ترین مصوروں میں ہوتا ہے اس کی خصوصیت یہ تھی کہ

وہ پیدائشی طور پر بازوؤں سے محروم ہونے کی وجہ سے اپنے پاؤں سے تصاویر بناتا اور اپنی بنائی ہوئی تصویر کے نیچے اپنے نام کے ساتھ "پاؤں سے بنائی گئی" لکھا کرتا تھا۔ بلجیم اور روس کے شاہی خاندانوں کے متعدد افراد اس کے دوست تھے۔ اور وہ فخریہ کہا کرتا تھا کہ:۔

"تین بادشاہوں اور ایک
شہنشاہ نے میرے پاؤں
چھوئے ہیں۔"

(انجم طارق۔ ربوہ)

○ ★ ○

Digitized by khalafat Library Rabwah

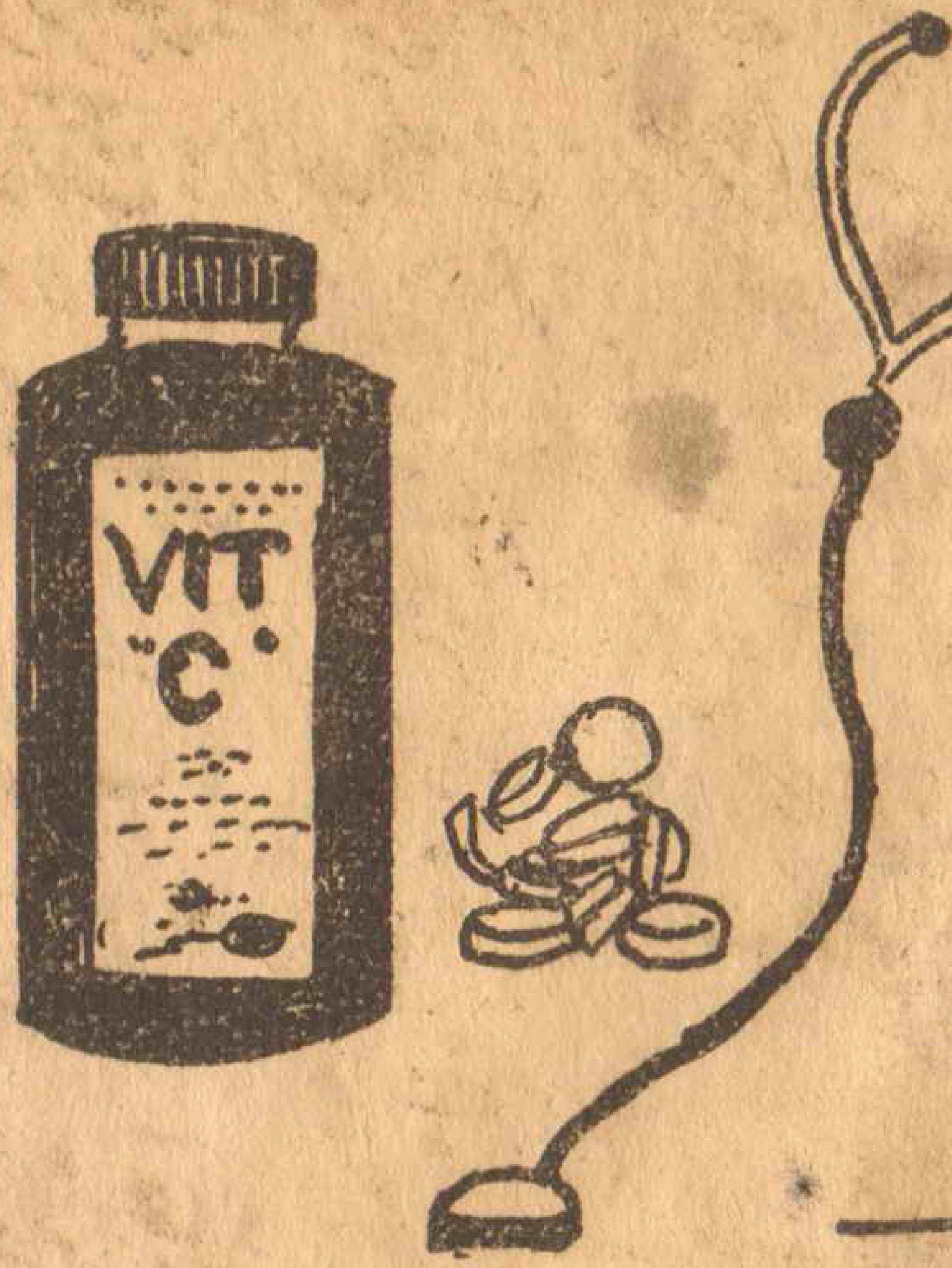

ڈاکٹر صاحب نے گولی دی

محمد اشرف نوشاہی۔ کراچی

کردار: ڈاکٹر اجمل: ایک ہنس مکھ ڈاکٹر صاحب
عارف: ایک لڑکا۔
محمود اور فاروق: عارف کے ہم عمر دوست

(پردہ اٹھتا ہے)

پہلا منظر

ڈاکٹر اجمل کا کلینک ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک رپورٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں عارف۔ فاروق اور محمود اندر آتے ہیں۔ اُن کے قدموں کی آواز سن کر ڈاکٹر صاحب سر اٹھاتے ہیں ـــ۔

ڈاکٹر اجمل: "آؤ بچو! کیسے آنا ہوا؟"
عارف: "ڈاکٹر صاحب! دراصل ہ ـــ....
...... ہم ......!"
ڈاکٹر اجمل: (زیر لب مسکرا کر) "ہاں ہاں کہو بھئی کیا بات ہے؟"
(عارف محمود کو ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے)
محمود: (کھ[illegible]ر) "ڈاکٹر صاحب!
ہمیں کچھ گولیاں چاہئیں!"

Digitized by khalafat Library Rabwah

ڈاکٹر اجمل: (حیران ہو کر) "ارے؟ کیسی گولیاں؟"

فاروق: (جلدی سے) "ڈاکٹر صاحب! نیند نہ آنے کی گولیاں۔"

ڈاکٹر اجمل: "ہائیں! مگر بھئی تم لوگوں کو ایسی کیا ضرورت آ پڑی؟"

عارف: "ڈاکٹر صاحب! صبح ہمارا پہلا پرچہ ہے۔ ہم لوگ رات کو جاگ کر پڑھنا چاہتے ہیں۔"

ڈاکٹر اجمل: "مگر ـــــ رات کو تو پڑھنا اچھا نہیں ہے۔"

فاروق: "جی ہمیں معلوم ہے!"

ڈاکٹر اجمل: "تو پھر تم لوگ کیوں جاگتے رہنا چاہتے ہو؟"

عارف: "ڈاکٹر صاحب مجبوری ہے کیا کریں؟"

ڈاکٹر اجمل: (ہنس کر) "ہاں بھئی۔ تمہاری مجبوری خوب ہے۔"

محمود: "پھر دے دیجئے نا گولیاں ـــ"

ڈاکٹر اجمل: "اچھا! ہم تمہیں گولیاں لکھے دیتے ہیں۔ کمپونڈر صاحب کے پاس یہ نسخہ لے جائیے۔ وہی آپ کو دوا دیں گے۔ مگر دیکھئے صرف ایک ایک گولی دے رہا ہوں!"

سب مل کر:۔ "جی اچھا!"

(پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

(عارف کا کمرہ۔ پڑھنے کی میز کے گرد تین کرسیوں پہ عارف محمود اور فاروق بیٹھے ہوئے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ ان کے سر کے اوپر ایک گھڑیال لگا ہوا ہے جو رات کے دس بجا رہا ہے۔)

محمود: (جمائی لے کر) "یار! نیند آرہی ہے۔"

عارف: "ہاں یار! مجھے بھی نیند محسوس ہو رہی ہے"

فاروق: "چلو تو پھر سو جائیں!"

عارف: "مگر ابھی تو صرف دس بجے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جو گولی دی ہے اس کے اور نیند کیوں آرہی ہے؟"

محمود: "پتہ نہیں"

فاروق: "یار چھوڑو اس قصے کو۔ صبح ڈاکٹر صاحب سے پوچھیں گے۔ فی الحال میں تو چلا۔"

(یہ کہہ کر فاروق کمرے سے باہر چلا جاتا ہے)

محمود: (کرسی سے اٹھ کر) "اچھا بھئی! تم بھی اب آرام کرو۔ صبح دیکھا جائے گا۔"

(چلا جاتا ہے)

عارف کمرے کے ایک گوشے میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ جاتا ہے ـــ اور پھر خراٹوں کی آواز

(پردہ گرتا ہے)

Digitized by khalafat Library Rabwah

تیسرا منظر

(ڈاکٹر اجمل کا کلینک۔ ڈاکٹر صاحب حسب معمول کام میں مصروف ہیں۔ کہ تینوں دوست اندر داخل ہوتے ہیں)

ڈاکٹر اجمل: (مسکرا کر) "آؤ ننھے دوستو! کیسے ہو؟"

عارف: "ڈاکٹر صاحب! ہم آپ سے خوش نہیں ہیں"

ڈاکٹر اجمل: "مگر کیوں بھئی؟ ہمارا قصور؟"

فاروق: "آپ نے ہمیں جو گولی دی تھی وہ کھا کر ہمیں نیند آ گئی تھی"

(ڈاکٹر اجمل ہنسنے لگتے ہیں۔)

محمود: ڈاکٹر صاحب! ہمیں صحیح بتایئے وہ کیسی گولیاں تھیں؟"

ڈاکٹر اجمل: "ابھی بتاتے ہیں۔ مگر پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا پرچہ کیسا رہا؟"

تینوں: "جی بہت اچھا!"

ڈاکٹر اجمل: "شاباش! اب سنو تم لوگوں نے جو گولیاں مانگی تھیں وہ میں تمہیں نہیں دے سکتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہاری تسلی کے لئے دواؤں کی گولیاں دی تھیں اب تمہیں خوب بھوک لگ رہی ہوگی......!"

عارف: "جی ہاں! لگ تو رہی ہے!"

ڈاکٹر اجمل: "پھر گھر جاؤ مگر یہاں کیا کر رہے ہو؟"

(انگلی سے اشارہ کرتے ہیں)

لڑکے بھاگ کر کمرے سے نکل جاتے ہیں۔

اگو

(پردہ گرتا ہے)

○

سالانہ مرکزی امتحانات

اطفال الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی امتحانات ستارہ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال اور بدر اطفال ۔ ماہ مئی میں منعقد ہو رہے ہیں۔ اطفال ابھی سے امتحانات کی تیاری شروع کر دیں۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ناظمین اطفال و قائدین اطفال

براہ کرم وقف جدید کے وعدہ جات کی فہرستیں مکمل کر کے جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں

سیکرٹری وقف جدید

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

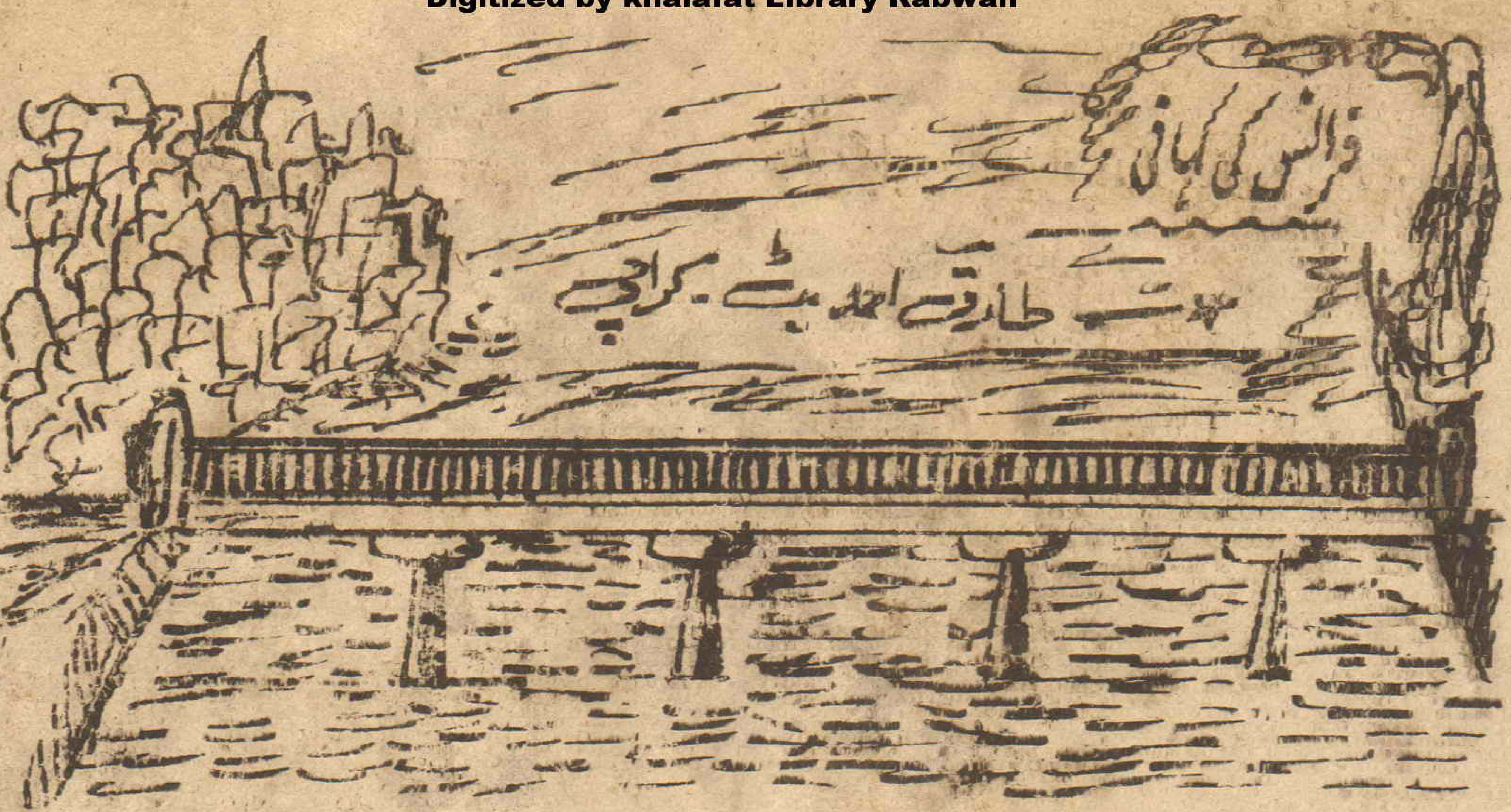

پُل پر سے کون گزرے گا؟

فرانس میں دریائے سین کے کنارے ایک شہر ہے ——— سینٹ کلاؤڈ ———

اس شہر میں پہلے دریا پر کوئی پُل نہ تھا جس سے لوگوں کو بہت تکلیف تھی۔ بڑی بحث و تکرار کے بعد لوگوں نے پل بنانے کے لئے چندہ جمع کیا۔ پل کا نقشہ تیار کیا گیا اور کام شروع ہو گیا۔ ——— کام شروع کرنے کی خوشی اور جلدی میں لوگ اس کے لئے دعائیں مانگنا بھی بھول گئے ——— شاید یہی بات تھی کہ دن رات سخت محنت اور جدوجہد کے بعد بھی پل تیار نہ ہو سکا

پل جانے کے لئے دریا میں جو بانس لگائے جاتے وہ بہہ جاتے۔ صبح سے شام تک مزدور پتھر جماتے اور صبح آ کر دیکھتے کہ پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ اسی طرح کام بگڑتا ہی گیا اور پل تیار نہ ہو سکا۔ بڑا مستری بہت پریشان تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ——— سوچتے سوچتے اس کا دماغ پریشان ہو گیا۔

ایک دن اس نے سارے نقشے وغیرہ اٹھا کر دریا میں پھینک دیئے اور سر پیٹتے ہوئے کہنے لگا:

"اب یہ میرے بس کا کام نہیں۔ اُسے

Digitized by khalafat Library Rabwah

شیطان ہی پورا کر سکے گا۔" یہ کہہ کر وہ غصے سے پیر پٹختا ہوا چلا گیا۔

بڑے مستری کے چلے جانے کے بعد شہر کا امیر وہاں پہنچا۔ وہ نہایت رحمدل، سخی اور ہمدرد انسان تھا۔ وہ یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ اس نے دیکھا کہ پچھلے ہفتہ سے لے کر اب تک پل بنانے کا کام ذرا بھی آگے نہیں بڑھا ہے۔ حالانکہ مزدور دن رات لگے ہوئے تھے۔ امیر کو بڑا افسوس ہوا اور وہ اسی سوچ اور فکر میں گھر کی طرف جانے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک لمبا تڑنگا اور کالا سا آدمی بھی چلنے لگا۔ مگر امیر اپنے خیالوں میں ایسا کھویا ہوا تھا کہ اسے اس آدمی کے ساتھ ساتھ آنے کی خبر بھی نہ ہوئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد خود اس آدمی نے بات شروع کی اور امیر سے کہا:۔

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

امیر چونکا اور بولا:۔

"کس معاملہ میں؟"

اجنبی نے کہا۔ "پل کے معاملے میں۔"

"پھر کیا کہنا چاہتے ہو؟" امیر نے کہا۔ "مگر جو کچھ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اس کے بعد تم سے یہ امید تو نہیں کہ کوئی اچھی بات سناؤ گے۔"

اجنبی نے کہا۔ "دنیا پر پل نہیں بن رہا ہے یہی بات ہے نا!"

امیر نے ناگواری سے کہا۔ "یہ تو تم بھی جانتے ہو!"

"ہاں" اجنبی نے جواب دیا۔ "اور آپ جانتے ہیں کہ جب تک میں ہاتھ نہ لگاؤں یہ پل نہیں بن سکے گا۔"

"تو تم بھی کوئی مستری ہو؟" امیر نے پوچھا۔

اجنبی نے جواب دیا۔ "یہ کام مستری کے کرنے کا نہیں ہے جناب ——— میں شیطان ہوں اور آپ یقین جانیں کہ اگر میں چاہوں تو یہ پل جلد سے جلد بن جائیگا۔"

امیر یہ سن کر بہت گھبرایا، مگر اس نے اپنی گھبراہٹ کو ظاہر نہ ہونے دیا اور کہا ——— "شیطان صاحب! آپ بالکل موقع پر آگئے۔ یہ سامنے میرا گھر ہے، چلئے اندر چل کر اطمینان سے بات کریں۔"

گھر پہنچ کر امیر نے اپنی بیوی سے کہا کہ "میں ایک آدمی سے ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ کمرے کے سارے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دو اور کسی کو میرے کمرے کی طرف نہ آنے دو!"

امیر کی بیوی چلی گئی۔ تو اس نے شیطان سے کہا

"اب ہم کھل کر باتیں کریں گے۔ شہر

Digitized by khalafat Library Rabwah

کے لوگوں کے لیئے یہ پل بہت ضروری ہے اس کے بغیر وہ بہت تکلیف میں ہیں اور ان کی تجارت اور کاروبار پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ مگر ہماری ساری کوشش کے باوجود یہ پل نہ نہ بن سکا۔"

شیطان نے کہا۔ "بڑے تعجب کی بات ہے۔"

امیر بولا۔ "یہ پل بنانے کے لئے تم جو مانگو ہم دینے کو تیار ہیں۔ لوگ اس کے لئے نئے ٹیکس ادا کرنے کو بھی تیار ہو جائینگے۔ اب تم بتاؤ کہ اس کام کا کتنا معاوضہ لوگے تمہیں کتنا سونا دیا جائے؟"

شیطان نے مسکرا کر کہا۔ "جناب سونا لے کر میں کیا کروں گا؟ میرے پاس سونے کی کیا کمی ہے۔ جتنا بھی چاہوں لے سکتا ہوں۔ یہ دیکھیئے"

یہ کہہ کر شیطان نے آتشدان میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا سا دہکتا ہوا انگارہ اٹھا لیا۔ امیر یہ دیکھ کر ڈر کر بے حد چلانے لگا۔

"بس کرو! بس کرو!! مجھے یہ جادو تماشے نہ دکھاؤ!"

شیطان نے کہا۔ "آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے۔"

اور اس نے وہ دہکتا ہوا انگارہ جو خالص سونے کی ڈلی بن گیا تھا امیر کے ہاتھ پر رکھ دیا اور امیر سے کہا:

"یہ آپ رکھ لیں۔ میرے لئے تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔"

امیر نے کہا۔ "مگر اصل بات تو ابھی طے نہیں ہوئی۔ سونے کی تمہارے لئے کوئی قیمت نہیں تو پھر تمہیں کیا چاہیئے؟"

شیطان نے کہا۔ "آپ سچ کہتے ہیں۔ سونا میرے لئے بیکار ہے۔ مگر میں آپ کا پل بنا دیتا ہوں۔ ایک شرط پر! کہ پل بننے کے بعد سب سے پہلے جو زندہ چیز پل پر سے گزرے گی وہ میری ہوگی۔"

امیر بڑا گھبرایا اور کہنے لگا۔ "مگر ایسی شرط ماننے کا مجھے کیا اختیار حاصل ہے؟"

شیطان نے کہا۔ "کیوں نہیں؟ آپ کو اختیار ہے اور پھر یہ بھی تو سوچیئے کہ کام کتنا بڑا ہے۔ آگے آپ کی مرضی"

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور جانے لگا۔

امیر نے کہا۔ "مگر تم اس کو لے کر کیا کروگے؟"

شیطان نے کہا۔ "یہ میرا کام ہے! آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ میں اس کا کیا کروں گا۔ اب بھی وقت ہے۔ کاغذ اور قلم آپ کے سامنے ہے۔ اٹھیے اور معاہدہ لکھ ڈالیئے!"

Digitized by khalafat Library Rabwah

امیر نے قلم اٹھایا اور کہا۔ "بتاؤ کیا لکھوں؟"

شیطان نے عہد نامہ لکھوایا۔ عہد نامے میں لکھا گیا کہ:۔

"شیطان چھ دن کے اندر اندر پل بنا دے گا۔ اس کے بدلہ میں پل بننے کے بعد جو زندہ چیز سب سے پہلے پل پر سے گزرے گی وہ شیطان کی ہو گی۔"

شیطان اور امیر دونوں نے کاغذ پر اپنے اپنے دستخط کیے اور شیطان وہ کاغذ لے کر چلا گیا۔

دوسرے دن شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ پل بڑی تیزی سے تیار ہو رہا ہے وہ یہ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے امیر نے شیطان سے اپنے معاہدے کی بات سب کو بتا دی اور سب کو خبردار کر دیا کہ پل بنتے ہی کوئی بھی اس پر سے پہلے گزرنے کی کوشش نہ کرے"

چھ دن میں پل تیار ہو گیا۔ ساتویں دن شہر کے سب لوگ پل کے پاس جمع ہو گئے۔ مگر کوئی بھی پل پر جانے کی ہمت نہ کرتا تھا ——— اچانک لوگوں کی نظریں پل پر پڑیں تو سب حیرت سے چیخ اٹھے — انہوں نے دیکھا کہ شہر کا امیر بڑے اطمینان سے پل کی طرف بڑھ رہا ہے۔

شیطان بھی پل پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے امیر کو دیکھا تو بولا:

"اس کو کہتے ہیں سچی خدمت! مجھے معلوم ہے کہ جہنم میں ایسے امیر پہلے بھی بہت ہیں مگر ایک اور سہی۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے بڑے بڑے ہاتھ پھیلا دیئے کہ امیر کو نزدیک آتے ہی پکڑ لے مگر امیر نے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ وہ یونہی آگے بڑھتا گیا اور جب ٹھیک اس جگہ پہنچا جہاں سے پل شروع ہوتا تھا تو اس نے اپنا ہاتھ نکال کر زور سے ہلایا۔ امیر نے بڑی بڑی آستینوں کا کرتہ پہن رکھا تھا۔ اس کا ہاتھ ہلا تو آستین سے ایک بلی نکل کر پل پر گری اور دوڑتی ہوئی پل کے اس پار پہنچ گئی۔

امیر نے پکار کر کہا:۔

"میاں شیطان! تمہاری شرط پوری ہو گئی۔ وہ دیکھو تمہاری مزدوری! دوڑو! اس کے پیچھے ورنہ پھر ہاتھ نہ آئے گی۔"

اس کے ساتھ ہی سارے شہر کے

Digitized by khalafat Library Rabwah

گرجا گھروں میں گھنٹے بجنے لگے اور پادری ایک جلوس کی شکل میں ہاتھوں میں جھنڈیاں پکڑے خدا کی تعریف اور شکرانے کے گیت گاتے پل کی طرف بڑھے۔
شیطان اپنی شکست پر دانت پیستا رہ گیا۔ لیکن وہ کیا کر سکتا تھا کیونکہ شرط پوری ہو چکی تھی اس لئے اُسے وہاں سے بھاگنا ہی پڑا۔"

(انگریزی سے ترجمہ)

○

مَعْلُومَات

- دنیا میں سب سے زیادہ سونا امریکہ کے پاس فورٹ ناکس میں محفوظ ہے
- دنیا میں سب سے زیادہ مسجدیں استنبول (ترکی) میں ہیں۔
- دنیا میں سب سے زیادہ گرم مقام "جیکب آباد" پاکستان میں ہے۔
- دنیا میں سب سے بڑا تیل کا ذخیرہ ایران میں ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ اخبارات روس میں شائع ہوتے ہیں۔
- مشرق و مغرب میں سب سے بڑا طب اور فلسفہ کا عالم "بو علی سینا" تھا۔
- دنیا کی سب سے اونچی عمارت کا نام "ایمپائر سٹیٹ" ہے جو نیو یارک (امریکہ) میں ہے
- دنیا کا سب سے بڑا شہر ٹوکیو (جاپان) ہے۔
- نمک کی سب سے بڑی کان دنیا میں کھیوڑہ ہے۔ جو پاکستان میں ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتار جانور چیتا ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا پرندہ شتر مرغ ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا اژدہا ملائیشیا میں پایا جاتا ہے۔
- دنیا کی سب سے بڑی انعکاسی دوربین کیلیفورنیا میں ہے۔
- دنیا کی سب سے بڑی گھڑی لنڈن میں ہے۔

(مرسلہ: ملک عارف محمود دار النصر سانگلہ ہل)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

میاں محمد نواز میموریل مقابلہ

انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۱۱

شرائط:-

اس مقابلہ میں اطفال کے علاوہ ناصرات بھی حصہ لے سکتی ہیں۔ اوّل آنے والے کو ایک سال تک اور دوم: آنے والے ہونہار کو چھ ماہ تک بچوں کا پیارا رسالہ "تشحیذ الاذہان" مفت ارسال کیا جائے گا۔

جواب بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۵ / مارچ ہے۔

جوابات بھیجنے کا پتہ یہ ہے:- "محمد عمر دراز تنویر۔ کوٹھی نمبر ۵ ڈی بلاک پی۔ سمن آباد لاہور"

۱ — "کیوی" کس ملک کا مخصوص نشان ہے؟

۲ — صحرائے گوبی کہاں واقع ہے؟

۳ — اسرائیل کی سرکاری زبان کیا ہے؟

۴ — انگریزی دور حکومت میں مدراس کو کس نام سے پکارا جاتا تھا؟

۵ — میراج ۳ کا طیارے کس ملک میں تیار ہوتے ہیں؟

۶ — ڈیزل انجن کا موجد کون تھا؟

۷ — "پراودا" روس کی خبر رساں ایجنسی ہے اس کے معانی بتایئے؟

۸ — بحر مردار کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۹ — روشنیوں کا شہر کسے کہا جاتا ہے؟

۱۰ — اگر ہم "رسالے والا" کے ہوائی اڈہ پر اتریں تو ہم کس شہر میں ہوں گے؟

○

جوابات آئندہ ماہ کے تشحیذ میں ملاحظہ فرمائیں

Digitized by khalafat Library Rabwah

میاں محمد نواز صاحب مہمو دیل مقابلہ

جوابات انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش ۱۰

(۱) غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی
(۲) ابو جہل، حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔
(۳) "سیف اللہ" کا خطاب حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیا گیا تھا۔
(۴) حضرت عثمانؓ کا لقب "ذوالنورین" تھا یعنی "دو نوروں والا" اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ، اور حضرت ام کلثومؓ آپؓ کے عقد میں آئیں۔
(۵) قرآن شریف کی سب سے لمبی سورۃ "سورۃ البقرۃ" ہے جس کی دو سو ستاسی (۲۸۷) آیات ہیں۔
(۶) قرآن پاک میں مکی سورتیں چھیاسی (۸۶) ہیں اور اٹھائیس (۲۸) مدنی
(۷) حضرت امام بخاریؒ کا پورا نام "ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری" تھا۔
(۸) "اسرائیل" عبرانی زبان کے دو لفظوں "اسرا" اور "ایل" کا مجموعہ ہے۔ "اسرا" کے معنی بندہ اور غلام کے ہوتے ہیں جبکہ "ایل" کے معنی خدا۔ لہٰذا "اسرائیل" کے معنی ہوئے۔ "خدا کا بندہ" یا "خدا کا غلام"
(۹) دریائے میکانگ ویت نام کا دریا ہے۔
(۱۰) گیمبیا کے دارالحکومت کا نام "باتھرسٹ" ہے

Digitized by khalafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

گاجر کی مصنوعات

آج کل گاجر کا موسم ہے۔ گاجر بہت غذائیت کی حامل ہے گاجر سے مندرجہ ذیل مصنوعات تیار کی جا سکتی ہیں:-

گاجر کا حلوہ:

اشیاء: گاجر ۲ سیر، کھویا ایک پاؤ۔ گھی ایک ۱/۲ پاؤ۔ چینی حسب ضرورت۔ چھوٹی الائچی اور کھوپرا وغیرہ

ترکیب: گاجروں کو دھو کر کدو کش کرنے کے بعد انہیں گھی میں ڈال کر بھونیں۔ جب گل جائیں تو چینی ڈال دیں۔ جب گاجریں گھی چھوڑنے لگیں تو کھوپرا اور الائچی وغیرہ ڈال کر کچھ دیر اور بھونیں۔ نہایت لذیذ حلوہ تیار ہے۔

گجریلا:

اشیاء: گاجر ۲ سیر، چینی ڈیڑھ سیر، دودھ پانچ سیر، چاول نئے ڈیڑھ پاؤ۔ کھویا ایک سیر، بادام گری ایک پاؤ۔

ترکیب: گاجروں کو کدو کش کر کے دیگچی میں پکانے کے لئے رکھ دیں۔ ساتھ ہی چاول بھی ڈال دیں۔ دھیمی آنچ پر پکائیں تاکہ لگنے نہ پائے۔ پانچ یا چھ جوش آنے پر اس میں دودھ بھی شامل کر دیں۔ اب اسے خوب پکائیں۔ یہاں تک کہ چاول اور گاجر دونوں گل جائیں۔ جب مواد سخت ہو جائے تو اس میں چینی اور کھویا ڈال دیں۔ بادام کی گریوں کی ہوائیاں بنا کر نصف ڈال دیں اور پکائیں۔ جب یکجان ہو جائے تو اتار لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر پیستے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کی ہوائیاں چھڑک دیں مگر اس سے پہلے چاندی
کے ورق ضرور لگائیں اور نوش فرمائیں۔
(زاہدہ نذیر، دار الیمن غربی ربوہ)

انڈوں کے کباب

اشیاء: قیمہ ایک سیر، پیاز ایک عدد
انڈے چھ عدد، ہری مرچیں ۴ عدد
گرم مصالحہ ۱ چھٹانک
چھوٹی الائچی ۲ عدد
خشخاش ۱ تولہ
زیرہ، ادرک، نمک

حسب ضرورت

ترکیب:- پہلے قیمے کو خوب باریک پیس
لیں۔ پھر تمام مصالحوں کو باریک پیس لیں اور
انڈے ابال کر چھیل لیں مگر ثابت رہنے دیں
پھر تمام مصالحہ قیمہ میں ملا کر انڈوں کے گرد
لپیٹ کر بیسن سے بند کر دیں تاکہ قیمہ
فرائی کرنے سے الگ نہ ہو۔ اب انڈوں کو
گھی میں تل لیں اور درمیان سے اتار کر الگ کر دیں
چاقو سے کاٹ کر ڈشوں میں سجائیں اور
مہمانوں کو پیش کریں۔ نہایت لذیذ کباب ہوتے ہیں۔
(وحیدہ نذیر، چنیوٹ)

اونی کپڑے کے داغ دور کرنا۔

اونی کپڑے کی داغدار جگہ پر ذرا سا
گلیسرین ڈالیے اور ہوا میں چند منٹ تک
رکھنے کے بعد گرم پانی سے صاف کر لیں۔
گلیسرین کو استعمال سے پہلے اگر تھوڑا سا
گرم کر لیا جائے
تو زیادہ مؤثر
ثابت ہوتی ہے

گلیسرین کی بوتل
کو گرم پانی کے
ٹب میں رکھ کر
گرم کریں۔ گرم
گلیسرین کے
استعمال سے نازک

ترین کپڑے بھی خراب نہیں ہوتے اور داغ
کسی قسم کا ہو اس کا نشان بھی نہیں رہتا
اور کپڑا صاف ہو جاتا ہے
(قدسیہ خوشبو، شاہ مقیم)

● عقلمند نادار عزت والا انسان
کبھی مفلس نہیں ہوتا اور جاہل مالدار ہونے
کے باوجود قلاش ہوتا ہے۔
(شیکسپیئر)

Digitized by khalafat Library Rabwah

خوشنما پھول

حسبِ منشاء رنگوں میں

کاڑھیے!

مرسلہ — (سلیمان الیاس چغتائی)

Digitized by khalafat Library Rabwah

لطیفے

ناصرات کے اجلاس کے موقع پر ایک ننھی سی بچی سے باجی نے پوچھا:
"بتاؤ کل کتنی نمازیں ہوتی ہیں؟"

طلبہ: "پانچ"

باجی: شاباش! اب ذرا ان کے نام بھی بتاؤ!"

طلبہ: "فجر، ظہر، عصر، مغرب......
(ذرا سوچ کر) اور مشرق"

(نام نہیں لکھا)

ٹریفک سارجنٹ نے موٹر سائیکل پر پیچھا کرکے ایک تیز رفتار کار کو روک لیا۔ قریب جا کر اس نے ڈرائیور کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی ایک آنکھ خراب ہے۔ سارجنٹ نے بشفقت لہجہ میں ڈرائیور سے کہا:

"آپ کی ایک آنکھ خراب ہے۔ آپ کو تو اور بھی زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے"۔

ڈرائیور نے بے ساختہ جواب دیا۔

"اکلوتی آنکھ سے سپیڈو میٹر پر دیکھوں

یا سڑک پر؟"

ماں: (بیٹے سے) "تمہارا امتحان شروع ہونے والا ہے اور تم ہو کہ دن رات پڑے سوتے رہتے ہو"

بیٹا: "ماسٹر صاحب نے کہا تھا کہ امتحان کے دنوں میں دن رات ایک کر دینا"۔

(تبسم ممتاز باجوہ کراچی)

ایک سکول کا انسپکٹر یہ سوچ کر سکول گیا کہ وہ طلباء سے اس قسم کے سوال کرے گا کہ کوئی طالب علم ان کا جواب نہ دے سکے جب وہ سکول پہنچا تو اسے کوئی مشکل سوال سوجھ ہی نہیں رہا تھا۔ چنانچہ اس نے کلاس کے ایک لڑکے سے یہ سوال کیا کہ "اس کمرے کی لمبائی ۱۶ فٹ چوڑائی ۱۲ فٹ اور اونچائی ۱۵ فٹ ہے۔ بتاؤ میری عمر کتنی ہے؟"

Digitized by khalafat Library Rabwah

لڑکا نے فوراً جواب دیا۔ "۳۶ سال"
انسپکٹر کی عمر واقعی ۳۶ سال تھی
وہ لڑکے کی ذہانت پر بڑا حیران ہوا اُس نے
اُسے شاباش دیتے ہوئے پوچھا:
"تم نے کون سا فارمولا لگایا کہ بالکل
درست جواب نکالا ہے؟"
لڑکا بولا۔ "جناب ہمارے پڑوس
میں ایک آدھا پاگل ہے اس کی عمر ۱۸ سال
ہے۔ اور آپ .... آپ
کی عمر یقیناً ۳۶ سال ہے۔"
(محمد امجد طارق۔ دارالصدر جنوبی ربوہ)

ایک صاحب "ق" کو "خ" اور "خ"
کو "ق" پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ قبرستان
سے گزر رہے تھے کہ ایک قبر سے ٹھوکر کھا کر
اوندھے منہ گرے اور بڑبڑاتے ہوئے بولے
"مجھے کیا قبر تھی کہ یہاں خبریں ہی
خبریں ہیں۔"
(مسعود احمد عارف شیخپورہ گجرات)

استاد: "نعیم! بتاؤ الجبرا کسے کہتے ہیں؟"
نعیم: "جناب۔ جو جبر یا علم جبر سے پڑھایا
جائے اُسے الجبرا کہتے ہیں۔"
(منور احمد انجم۔ دارالصدر جنوبی ربوہ)

ایک دفعہ ایک سکھ کاریگر کا بایاں
بازو کٹ گیا۔ جب ان کے دوست خیریت
معلوم کرنے آئے تو پوچھا کہ "بازو کیسے کٹا؟"
تو سردار جی نے جواب دیا کہ:۔
"مشین میں آکر کٹ گیا۔"
ایک دوست بولا:۔
"سردار جی! خدا کا شکر کرو کہ آپ کا
دایاں بازو نہیں کٹا۔"
اس پہ سردار جی نے ہنس کر کہا،
"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن ہوں
میں بھی بڑا عقلمند! مشین میں میرا دایاں
بازو ہی آنے لگا تھا مگر میں نے عقل
سے بروقت کام لے کر فوراً دایاں بازو
نکال لیا اور بایاں بازو مشین میں دے دیا۔"

استاد: "طاہر! پاکستان کے پانچ دریا کون کون
سے ہیں؟"
طاہر: "ایک راوی، دوسرے کا نام ذرا مشکل
سا ہے۔ تیسرے کا نام بھول گیا ہوں۔
چوتھے کا نام میری کتاب میں لکھا ہے
اور پانچویں دریا کا نام میں نے ابھی آپ
سے معلوم کرنا تھا۔"
(عامر خلیل اوپل۔ گجرات)

راشد: (باپ سے شکایت کرتے ہوئے) ابا! کیا

Digitized by khalafat Library Rabwah

بات ہے امّی صفائی کو اتنا ناپسند
کیوں کرتی ہیں؟"
باپ: (حیرانگی سے) "بیٹا! وہ کیسے؟"
راشد: "ابو جب میں نے الماری میں پڑی ہوئی
مٹھائی کی پلیٹ کی صفائی کی تو انھوں نے
مجھے خوب پیٹا۔"
(ملک عارف محمود راشد۔ سانگلہ ہل)

شگفتہ: "امّی! آپ دو روز سے لگاتار دال پکا
رہی ہیں۔ آج میں دال نہیں کھاؤں گی۔"
امّی: "نہیں بیٹی۔ آج تو
میں نے گھر کی پلی
ہوئی مرغی پکائی
ہے۔"

شگفتہ: "لیکن امی جان! آپ ہی تو کہتی تھیں
کہ گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔"
(محمد الیاس شاہد ناصر آباد اسٹیٹ)

ایک دفعہ ایک مشاعرہ میں مزاحیہ شاعر
اپنی غزل سنا رہا تھا۔ جس کی ردیف "میں
ہوں" تھی۔ یعنی ہر شعر کے آخر میں "میں
ہوں" آتا تھا۔ ایک صاحب جھوم رہے تھے
جب شاعر دوسرے شعر کے اختتام پر آتا
تو وہ صاحب فوراً کہہ دیتے "میں ہوں"
اور شعر مکمل کر دیتے۔ یہ کیفیت دیکھ کر
مزاحیہ شاعر نے اپنے ایک شعر کا دوسرا مصرعہ
یوں پڑھا:-
"ناریل جس کے لگا ہاتھ وہ بندر......"
تو وہ صاحب فوراً بولے "میں ہوں!"
یعنی (ناریل جس کے لگا ہاتھ وہ بندر میں ہوں")
(خاور ممتاز ماجرہ۔ ڈرگ روڈ کراچی)

ایک آدمی نے اپنے نوکر سے کہا "جاؤ گھنٹہ گھر
سے وقت دیکھ کر آؤ!"
نوکر نے جواب دیا کہ "میں نے گھنٹہ گھر نہیں
دیکھا کہ کیسا ہوتا ہے اور نہ ہی وقت دیکھ سکتا ہوں۔"
مالک نے کہا کہ چوک میں جاؤ وہاں گھنٹہ
گھر چل رہا ہو گا۔ جب وہ ٹن ٹن گھنٹہ بجائے تو
گن لینا اور مجھے آکے بتا دینا!"
نوکر چوک میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں
ایک اونٹ وہاں سے گزرا جس کے گلے میں گھنٹی
لٹکی ہوئی بج رہی تھی۔ اس نے اونٹ کو گھنٹہ گھر
سمجھا اور گھنٹیاں گننے لگا۔ اور جب تک اس
کے کانوں میں آواز آتی رہی گنتا رہا۔ اور پھر
واپس آکر خوشی خوشی مالک سے بولا:
"جناب ایک سو چودہ (۱۱۴) بجے
ہیں ۔۔۔"
(عامرہ قدسیہ۔ گوجرہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ذہنی ورزش

میں کون ہوں؟

• میرے نام کا پہلا حرف "تلوار" میں ہے "تیز" میں نہیں۔
• میرے نام کا دوسرا حرف "شلوار" میں ہے۔ پاجامے میں نہیں۔
• میرے نام کا تیسرا حرف "حلوے" میں ہے۔ "پوری" میں نہیں۔
• میرے نام کا چوتھا حرف سورۃ "یٰسین" میں ہے "طٰہٰ" میں نہیں۔
• میرے نام کا پانچواں حرف "ذرہ" میں ہے۔ "پہاڑ" میں نہیں۔
• میرے نام کا چھٹا حرف "اچار" میں ہے چٹنی میں نہیں۔
• میرے نام کا ساتواں حرف "لاہور" میں ہے۔ کراچی میں ہے۔
• میرے نام کا آٹھواں حرف "انار" میں ہے۔ سیب میں نہیں۔
• میرے نام کا نواں حرف "ذخیرہ" میں ہے۔ "خزانہ" میں نہیں۔
• میرے نام کا دسواں حرف "منسی" میں ہے۔ "رونے" میں نہیں۔
• میرے نام کا گیارھواں حرف "انسان" میں ہے "گدھے" میں نہیں۔
• میرے نام کا آخری حرف "نور" میں ہے۔ "ظلمت" میں نہیں۔

ذرا بتایئے تو بھلا۔ میرا نام کیا ہے؟

(طاہرہ حبیب احمد حافظ آباد)

اقوالِ زرّیں

• "کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں رہ سکتے" (سرورِ کائنات ؐ)
• "اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے" (حضرت ابوبکر صدیق رضؓ)
• "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو میرے عیوب سے مجھے مطلع کرتا ہے۔"
(حضرت عمر فاروق رضؓ)
• "خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے"
• "زمانہ کے پل پل کے اندر آفات پوشیدہ ہیں"
• "غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو"
(حضرت علی رضؓ)

(مرسلہ: خلیل احمد سولنگی گوجرانوالہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

مصنوعات

خوشبودار تیل

بازار میں سر کو لگانے کے لئے جو تیل ملتے ہیں وہ عام طور پر گھٹیا قسم کے ہوتے ہیں۔ سرسوں کا تیل بالوں کے لئے مفید ہے مگر اس کی بُو ناگوار ہوتی ہے۔ آیئے آپ کو ایک ایسا طریقہ بتائیں جس سے سرسوں کے تیل کو خوشبودار کیا جا سکے۔ گھر میں تیار کیا ہوا تیل بازار کی نسبت بہت سستا پڑتا ہے۔

نسخہ

(۱) تیل سرسوں۔ پانچ سیر

(۲) ٹرپی نی اول (TERPENEOL) ایک اونس

(۳) خوشبو حسب دل پسند

(۴) رنگ مناسب

نمبر ۲، ۳، ۴ خوشبویات کی دکانوں سے مل جاتی ہیں۔ رنگ عام طور پر خوشبو کی مناسبت سے ڈالا جاتا ہے۔ چنبیلی کی خوشبو میں زرد، گلاب میں سرخ، آملہ میں سبز، حنا اور مولسری میں سرخ رنگ ملایا جاتا ہے رنگ کو تھوڑے سے تیل میں حل کر لیں اور یہ رنگدار تیل باقی تیل میں ملا دیں۔ ورنہ حل نہ ہو سکے گا۔

(مرسلہ: صفدر نذیر جاوید ربوہ)

اطفال اپنا جائزہ لیں!

- کیا آپ کو کلمہ طیبہ معہ ترجمہ زبانی یاد ہے؟
- کیا آپ کو نماز سادہ زبانی یاد ہے؟
- کیا آپ باترجمہ نماز جانتے ہیں؟
- کیا آپ پنجوقتہ نماز مسجد میں جا کر باجماعت ادا کرتے ہیں؟
- کیا آپ روزانہ تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں؟
- کیا آپ صد سالہ جوبلی کی دعائیہ تحریکات پر باقاعدگی سے عمل کرتے ہیں
- کیا آپ کو سترہ آیات (سورۃ البقرہ کی پہلی ۱۷- آیات) زبانی یاد ہیں؟
- کیا آپ آداب مجلس اور آداب مساجد سے واقف ہیں؟
- کیا آپ بڑوں کا کہا مانتے ہیں؟

اگر آپ ان خوبیوں سے محروم ہیں تو آج ہی عہد کریں کہ آپ روزانہ ان باتوں پر عمل کریں گے اور اپنی خامیاں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے!

(سیکرٹری تربیت

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

onthly Tash-heez-ul-Azhan Rabwah

CH 1978 E or MOHAMMAD SHAFIQ QAISAR gd. No. L7128

Digitized by khalafat Library Rabwah

سال ۱۳۵۵-۵۶ ہش / ۱۹۷۶-۷۷ء میں کارکردگی کے لحاظ سے مجالسِ اطفال الاحمدیہ میں
عَلَمِ انعامی حاصل کرنے والی مجلس اطفال الاحمدیہ ربوہ کے عہدیدار۔
محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ